

ریجسٹرڈ مل نمبر ۲۴۵

ماہواری رسالہ

# شمس اللہ

جائز تحریر

فتم اشاعت بہت واد سید و الحبیر ۳۰ نذر  
بھیو (پنجاب)  
حند کے سکلانہ  
دورو پیہ  
ظہور احمد بگوی

# بیاد کار

اعلیٰ حضرت جامع الشریعت الطلقیت فخر العلماء قدس بذہ رفین  
امام ائمۃ الشیعین ہولینا اکاچ حمد و اکر گوی نور اللہ مرفقدہ  
اغراض و مقاصد

(۱) اندر دنی و بیرونی ہمlover سے اسلام کا تحفظ تبلیغ و اشاعت اسلام  
(۲) اصلاح رسوم و معاشرہ احیاء و اشاعت علوم دینیہ -

## قواعد و ضوابط

۱۔ رسالہ کی عام قیمت دو روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ مگر صاحب پانچ روپیہ یا اس زیادہ رقم بغرض اعامت ارسال فرمائیں گے۔ وہ معاون خاص تنفسو ہوں گے۔  
حضرت کے اصحاب گرامی شکریہ کے ساتھ درج رسالہ سہا کر سکے گے۔  
۲۔ غریب اور قلس اشخاص اور طلبہ کیتھے رعایتی قیمت ڈریٹھ روپیہ سالانہ مقرر ہے۔  
۳۔ ممبران حزب النصار اور حزب النصار کے معاونین کی خدمت میں رسالہ بلا معاوضہ  
بھیجا جائیں گا۔ رچنہ ممبری کم از کم چار آنٹے دہ رہا ہو اور مقرر ہے۔  
۴۔ جو صاحب کم از کم ۵ خرداد دیگی گے۔ وہ معاونین میں شمار ہو گے۔ اور ان کی خدمت  
ان کی خواہش پاکیں سال کے تلے رسالہ مفت چاری کیا جائے گا۔  
۵۔ بذریعہ دی پی ارسال کرنے پر بزرگیہ خچ ہوتے ہیں۔ نیز بعض اصحاب دی پی دی پی  
فہتے ہیں اس لئے دفتر کانفیڈننس ہوتا ہے۔ لہذا جملہ خدیار ان رچنہ بذریعہ منسو  
ارسال فرمایا کریں۔

۶۔ نمونہ کا پڑھہ ۲۰ تک آئے پر ملیکا یعنی پنچ بھیجا جاتا۔  
۷۔ رسالہ سالگزی ماه کی ۲۰ فاریخ کو محبو سے ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ چونکہ رسالہ  
پڑھوں کی آنکھ کثیرت ہے اسلئے جس صاحب کو نہ ملے وہ یہم سے پہلے اطلاع  
دوں۔ ورنہ وفتر ذمہ وارث ہو گا۔

۸۔ جملہ خط و کتابت و ترسیل زد بنے  
میں بھر رسالہ سالگزی اسلام بھیرہ (چاہ) ہوئی چاہ

میں

علام

یا اس  
لئے۔

نہ مقرر  
امان

مدلت  
ی خبر  
ریخ نو

رسائی  
اطلاق

حادثہ  
ق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ماہواری دسالہ

# شمس الارض

نمبر ۹۲

جلد ۱ بابت ۹ بیت الثانی و محادیۃ الاول ۹۳۰ مطابق  
ماہ ستمبر و اکتوبر ۱۹۳۰ء

پندرہ صفحہ

فہرست مرصدیں

نمبر ۹۲

- |    |                          |
|----|--------------------------|
| ۱  | عرص حال                  |
| ۲  | باب التقییہ              |
| ۳  | باب الحدیث               |
| ۴  | باب الفقہ                |
| ۵  | سلک جواہر                |
| ۶  | ایک او کھا مسافر         |
| ۷  | کیفیت کارکردگی           |
| ۸  | حیات سیخ علیہ السلام     |
| ۹  | ایمان پاٹیب کافلہ        |
| ۱۰ | سینا قادری سیاسی رنگ میں |
| ۱۱ | نظم                      |

- مولانا سید نذیر الحق صاحب قادوری
- مولوی عطاء محمد صاحب مبلغ دری حبلاً نصفاً ۰۰۰
- قاضی ابو محمد عبدالحی الدّصّار علوی
- مولانا سید نذیر الحق صاحب میریخی
- مولوی عبد الحمید عبا دری میکول جو

# عرض حال

ماہ حمادی الاول ۱۳۸۸ھ میں چند خادمان ملت نے جمع ہو کر خدمت اسلام و اصلاح طرت کے نئے میدان عمل میں قدم رکھا۔ بے سرو سامانی ۔ افلس ۔ قوم کی عدم توجہ عرضِ حملہ موافقات سدارہ ہوش ۔ سرتاپیا مادیت میں عرق شدہ دشمنیں ذہبیت نی کی صدا بلند کرنا بعض طبائع کو ناگوار گزرا سار جس سردمہری کے ساتھ اس تحریک سے لا پرواہی برلنی گئی ۔ وہ باعتہ عہد ہے ۔ چودھویں صدی میں من الصفاری الی اللہ کی صدا بلند کرنا صدالصحراء ناپت ہوا ۔ اُرچیہ حالات زمانہ حوصلہ و سانی وہت شکنی کے لئے کافی تھے مگر جو لوگ عزمِ سببم تک کے ملک تھے ۔ پڑھے حلٹئے ۔ اور الحمد للہ کہ ایک سال کی جدد و جدد کا تیجہ دار العلوم عزیزیہ کے قیام ۔ ناہواری رسالہ کے اجراء اور مسلم متعدد تبلیغی موعظتی حضورت میں ظاہر ہو ۔ اضلاع کجرات ۔ شاہ پور حضور ۔ جملہم و لائل پور کے قرباً ڈیڑھ سو دیہات میں تبلیغی حلیے منعقد ہوئے ۔ جن میں ارکان حزب الانصار اور اعزازی بملگین نے اصلاح رسوم و عقائد ۔ ترقی تجارت ۔ حفاظت ایمان و اتحاد ملت کے لئے مسلمانوں کو دعوت عمل دی ۔ نہ رہا اتحاد ان مواعظ سے مستفیض ہوئے ۔ جامع مسجد بھیرہ میں الہام عزیزیہ قائم ہوا جس میں اس وقت پچاس طلباء دین تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن میں سے ۲۶ طلباء کے جملہ مصادر ۔ خوارک ۔ تبائل ۔ تیل صابین و کتب و مخفر کا "حرب الانصار" کفیل ہے ۔ دارالعلوم کے تین درجے ہیں ۔ درجہ اولیٰ میں قرآن مجید کے حفظ کا انتظام کیا گیا ہے ۔ اور ایک حافظ قرآن اس درجہ کی تھیں پرماؤر ہیں ۔ دوسرے درجہ میں وہ طالب علم و خل کوٹھاتے ہیں ۔ جو کم از کم اردو و فونشت و خوانہ سے واقف ہوں اور قرآن مجید پڑھ پچھے سوچ لیں ۔ تیس طلباء کے لئے نصاب لتجھیں لیجیں چہار رسالہ نصاب تجویز کیا گیا ہے ۔ چار سال کے عرصہ میں جملہ ضروری علوم مثلہ فقہ حدیث تفسیر بمحاذی

منطق۔ صرف و فحو۔ اور فتن مناظر میں کافی استعداد حاصل ہوتی ہے۔ تیرے  
درجہ میں وہ طلباء دخل کئے جلتے ہیں۔ جو مروجه درس نظامیہ کی تکمیل کا  
ارادہ رکھتے ہوں۔ اگر ہمدردانہ قوم نے توجہ فرمائی۔ اور اللہ کا لطف و کرم  
شامل حال رہا۔ تو اتنا اللہ عالم و عفان کا یہ یوادن بدن پڑھیکا۔ اور اسی  
خوبی سے ایک عالم عموم ہو گا۔ و ما تو فیض الہ باشد۔

## شکر یہ معاملہ

حیب ذیل حضرات خاص طور پر شکریہ کے تحقیق ہیں جنہوں نے حزب کی  
مالی و اخلاقی امداد میں حصہ لیا۔ اور رسالہ نبیؐ الاسلام کی توسعہ اشاعت  
کے لئے سعی فرمائی۔

- (۱) حضرت مولانا مولوی اکاچ محمد سعید الدین صاحب بگوی
- (۲) حاجی میاس محمد سعید صاحب حامدی ساکن بھیرو۔
- (۳) خواجہ عبد الجید صاحب کپور انگاشٹ تھیں میانوالی۔
- (۴) مولوی عطاء محمد خان صاحب تریتی ساکن کوٹ الہ بار۔
- (۵) میاس حکیم قاہ محمد صاحب طبیب وزیری شیخوپورہ علاقہ بھیرو۔
- (۶) مولانا پیر قطبی شاہ صاحب۔

(۷) مولانا سید پیر احمد غوث شاہ صاحب سجادہ نشین ترمذی۔

(۸) میاس محمد تقیٰ تھیں تحقیق صاحب وجہ بیٹھی بھیرو۔

(۹) مولانا مولوی تھیں تحقیق صاحب کوٹ مومن۔

(۱۰) مولانا سید نوری تھیں تحقیق صاحب قادری میرٹھی۔

ایسے کے علاوہ حرب الانصار کے غریب ارکان کی طوف مہربت  
الله تعالیٰ سب تو جانتے تھے عطا فرمائے اور خدمتِ اسلام کی بیش از  
بیش توفیق عطا فرمائے۔ قلمیں۔

کرت خانہ سکائے تھے حب نول حضرات نے ماہ اگست میں توجہ فرمائی  
کہ مولوی محمد حسینی صاحب کی کوٹ مومن نے مبلغ چالیس روپیہ کی کتب

عطاؤ فرمائیں۔ (۲) ملک غلام فردی خاں، صاحب کھل اٹیپر رسالہ الصدیق  
چک نہ گ ب ڈاکخانہ کلنا نوالہ ضلع لاہول پورے بہنائی الشیعہ جلد اول و  
دوم چار جلد۔ فہرست الذی تفریک جلد۔ چهل حدیث ایک جلد۔ رسائل  
النجم جلد ایک جلد۔ تاریخ سمجھیہ میت کا سخندری الحنفیہ میک۔ وغیرہ  
کتابیں ارسال فرمائیں۔

میریان جرائد میں سے میر القوش ام توسر۔ میر رسالہ تائید الاسلام  
اچھہ ضلع لاہور۔ میر روز نامہ سیاست لاہور۔ میر شہاب راولپنڈی  
میرا خبار الفقیہ امرت سر شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے رسالہ تائید الاسلام  
پر عکدہ روپوں لیکر عوام الناس سے اس کا تعارف کرایا۔

## طلبا دار العلوم سے دو اعلیٰ

۱) طلباء کو دارالعلوم کی طرف سے حسب ذیل اشیاء مہیا کی جاتی ہیں۔  
۱) خوارک۔ دنوں وقت در ترخان پر کھانا کھلایا جاتا ہے۔  
۲) لباس۔ ہر چھ ماہ کے بعد طالب علم کو ایک چادر۔ ایک گردناہ اور اکیب  
توپی دی جاتی ہے۔ موسم سرماںی کی حفاظ بھی دئے جاتے ہیں۔  
۳) رہائیش کے لئے جامع مسجد کے جھوٹوں میں نشظام کیا گیا ہے۔ چار پاٹیں  
مہیا کی جاتی ہیں۔ اور فوجہ ایک لمب دیا جاتا ہے۔ چمجزات کو سرمن لگاتے  
کے لئے تیل اور کٹیے دھونے کے لئے صابن اور متفرق دیگر ضروریات  
کے لئے ہر چھ ماہ نے بعد مبلغ دو روپیہ فی کس دئے جاتے ہیں۔ پڑھنے  
کے لئے کتب بھی کشت خانہ سے دی جاتی ہیں۔

۴) طلباء کے لئے حسب ذیل امور کی پابندی لازمی ہے۔  
۱) کسی شخص سے اپنی ذات کے لئے سوال نہ کرنا۔ (۲) دارالعلوم کے قواعد  
ضبواط کی پابندی و اوقات تعلیم میں دس گاہ میں حاضری۔ (۳) منور بک بہ  
اویز سے پہلے دارالاقامتہ سے باہر آنسی گھر جانے کی سخت ممانعت ہے۔  
(۴) نماز پنجگانہ جماعت کے ساتھ پڑھنا۔ اور شریعت کے ظاہری احکام کی

پائندی دعیو وغیرہ

**ملکی حالت** - کسی خوبی کی کامیابی یا آنکا تمی کامار مالی حالت کی عمارگی پر ہے۔ اس پرتو سے خزف الاصدار کی حالت قابل رحمہ ہے۔ ایک سال کے عرصہ میں فراہمی سرمایہ کرنے کے کوئی مستحق جدوجہد نہیں لیکنی۔ اب جلد چوبکے مسامی جیلیے کے شرائی عالم میں آشنا راموٹھے ہیں۔ سرہمان کنٹلے ضروری ہے۔ کہ وہ تعاون کے لئے قدر طھا سے اگر یہ انور اسلام منیمین کے لئے مفید نہیں سن کیا وجہ ہے۔ کہ اب ایک ان کی تائید کے لئے زبانیں نہ کرو۔ باخہ پاؤں بے حس و حرمت ہیں۔ جہاں سماں نہادی وغیری کی لغور سوات اور خصوصیات پر ہزاروں روپیے زیاد کر رہتے ہیں۔ وہاں ان کے قومی اوارے جاں بیب بولے ہیں۔ خفته قوم لوہدار رہتے اور مذہب نہ کا صحیح احس سید اگرست کے ماقولی رسالہ کا اجزاء ہوا۔ ہزاروں خاص میں قفسہ کا پہنچا۔ انکو خریداروں کی تعداد ڈیڑھ روپیے زیادہ نہ ہو سکی۔ کسی کو اعتماد نہ ہے۔ تو کچھ کہا ہے کوئی کہتا ہے کہ جنہوں نے زیادہ ہے۔ کسی کی نکاح شماں (اس ہیں عربی و فارسی و کاری و حسن و عشق) کے مقابلے و دراءے دیکھنے سے محروم ہے۔ کسی نے کہا کہ خشک بحال ہے جو موڑوں کو جبار کہو۔ کسی نے پڑھ کر ردی میں چھینک دیا۔ اور اگر کسی نے زیادہ عنایت فرمائی تو رسالہ پر **Mawla** مکنہ دعوت میں مطلع Right لکھ کر اس کر دیا۔ بعض احباب نے دوران گفتگو میں اقبال کے حب ذیل شفر تو پڑھنے پڑتے وچھرے الفاظ میں دہلایا۔

مشینگا اقبال کوں ان کی یہ بخشن سی بدل کی ہے  
نئے زمانہ میں آپ ہم کو پڑاں با تمن مشنا ہے ہیں  
الغرض حوصلہ افزائی کا کوئی ذریثہ بظرد ڈیا۔ مگر صرف تبلیغ کے خالی سے  
رسالہ جاری رہا۔ اور مبلغ تیس روپیہ تاہوار کا حسارہ اسی حسن و عشق  
میں برداشت کیا گیا۔ حسن اضافہ اور قیمت میں کسی صرف ترقی اشاعت  
پر موقوف ہے۔ رسالہ نہ اُسی تجارتی غرض سے جاری نہیں کیا گیا۔ لہذا

دلی کے کتب فروش رسائل کا مقابلہ نامکن ہے۔ وہ تو پہنچے رساۓ مفت بھی تقسیم کر سکتے ہیں۔ اُن کا مقصد فقط اپنی کتابوں کا استھان ہے۔ اور سچی بھی اگر اکسیسر طلا۔ مقوی باہ ادویہ اور کوک شاست وغیرہ کی عجینی قائم کر دیں۔ تو رسالہ میں کبھی خسارہ نہ ہو۔ بلکہ جلد اخراجات صرف استھانات کی آمدی سے ہی پوے ہو سکتے ہیں۔ اور رسالہ بلا قیمت بھی قیم کیا جاسکتا ہے۔ مگر ما رید الا اصلاح ماستطعت ہے۔

### جاننا موں ثواب طاعت و زہد

### پطیعت او حرنہیں آتی ہیں!

مشايخ و علماء اپنی مسند مشیخت و افتاء پر جلوہ افروز ہیں۔ نہیں ایسے بکھیریوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ امراء و رؤسائے کاظمۃ بوجہ غور ایسے رسالہ کو ہاتھ لگانا بھی کرشمان سمجھتا ہے۔ طبقہ غرباً عموماً جامل اور اپنے شايخ یا علماء کی روشن کا پاسہ سے۔ نبی روشنی والوں کو سنما و تھیڈیٹر سے فرستہ نہیں۔ اسلئے خدمدار کہاں سے پیدا ہوں۔ اگر رسالہ کے موجودہ خدمدار اپنے اپنے حلقة میں سے کم از کم دو خدمدار ایک ماہ کے اندر بنادیں تو رسالہ کے مصارف سے خوب الانضمام سجدہ و شہادتی ہے۔ اور تنہام مرتزوحہ دار العلوم کی اصلاح کی طرف مسند ول ہو سکتی ہے۔ ہر خدمدار کو اندر یونیٹریٹ اس امر کی طرف توجہ دلائی کجئی ہے۔ مگر اب تک کسی کی طرف سے حوصلہ افزایواب مصوّل نہیں ہوا۔ بہرحال اپنی طرف سے سر ممکن سبی اسے جاری رکھنے کے لئے کی جا بیٹکی۔ ورنہ اسے حوالہ بخدا کیجا جائے گا۔

بعض احباب کی رائے میں رسالہ کو اگر سفہتہ وار اخبار کی صورت میں تبدل کر دیا جاوے۔ تو اس کی منتکلات دوسرے ہوئی کی توقع ہو سکتی ہے جملہ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اس معاملہ میں اپنی آراء سے مطلع فرمائیں۔ اگر پانچ سو درخواست ائمہ خدمداری موصول ہوں۔ تو جزوی انتہا سے سہفتہ وار اخبار جاری ہو سکتا ہے۔ سہفتہ وار ہونے کی

صورت میں اس کا چندہ صرف نہیں روپیہ سالانہ ہوگا۔

## سالانہ آمد و خرچ کا لفظ

۲۱ جمادی الاول ۱۳۴۸ھ سے آخر بیج الثانی ۱۳۴۹ھ تک

حزب الانصار کو کل آمد ہے ۶ روپیہ ۷ رآنہ ۹ پائی تفصیل میں ملے  
رسالہ نبی الاسلام ۲۸۶ - ۶ - ۶ کی چندہ ارکان ۱۰ - ۰ - ۰  
کتب حنا نہ ۰ - ۰ - ۱ متفق ارادی رقم ۶ - ۶ - ۹

برائے دارالعلوم طلباء ۳ - ۱ - ۱ میزان = ۶ - ۶ - ۹

اس عرصہ میں مل خرچ ۱۱۹۳ روپے ۵ رآنہ ۹ پائی تفصیل میں ملے۔

تبیث طلباء دارالعلوم ۰ - ۰ - ۱۵ - ۱۰

ماہواری کالج ۳ - ۱۱ - ۲۵ م خرچ ڈاک

دارالعمر کے مدرسین و طالبین ۱۱ - ۶ - ۹ خرچ کتب ۵۶۹

متفق ۱۱ - ۱۹ میزان محل ۱۱۹۳ - ۵ - ۹

حزب الانصار اس وقت ۵۱۹ روپیہ ۷ رآنہ کی مقدومیت ہے۔

نوف ضردمی کے مداخل خاج کے اس نقش میں گردبیش ۲۲ طلباء کے مصدر  
ہی ہے۔ اور حرب الانصار کے ارکین نے اس کا فروض فروض کے قریب  
اسے ان مصائب کو درج حسب طبقہ کیا جاتا۔

ضروری لذارش پاچھوٹا میں روپیہ چودہ آنہ کے قرض کا جلدی ادا کرنا

ضروری ہے۔ اور حرب الانصار کو اس قرض کی ادائیگی

میں امداد کرنا پرستی مسلم کا قرض ہے۔ ورنہ ائمہ کیلئے لا یعنی عمل برحقی دستوار موجود نہیں۔

اگر عذر فارغ نہ کرام دو گیلہ دان قوم ادنیٰ نوح ہے کام نہیں ستواتش کا فرائم موجود نہیں۔

مشکل میں چیز احباب مدد کرنا چلتے ہیں تر لا پرواہی کام لے رہے ہیں ایسا نہیں ہو جو کہ

نافرمانی از مرداق دلی ضریل صادق احتجے حق قدر چشم جمع ہو سکے جلدی ارل نہیں

رسالہ نبی الاسلام کی توسعی اشاعت پر نام امور کی کامیابی کا ارادہ مدار ہے۔ اسے اس کے

غیردار نہیں کی سی فرمائیں۔ واعظیناً ادا ابس بدر غیر

# باب الحشر

وَسَمِعَهُ أَلَا تَقْرَئُ الذِّي هُنَىٰ مَالِكَ يَتْرِكُ وَمَا لِأَحَدٍ  
عِنْهُ دُرْجَةٌ نَعْمَلُهُ لَهُنَىٰ إِلَّا مُبْغَنَاءَ تَجْهِيدٌ وَقِبَلَ الْمُحْكَمِ  
وَلَسَوْفَ يَرَىٰ صَلَحًا فِي سُورَةِ الْمُعْنَىٰ - يَارَاهُ حَمْمٌ أَمْ أَلْهَىٰ سَمْعَ  
فِرَاجِهِ - اور نزدیک ہے کہ وہ توہر کر کھا جائیگا۔ اس اگلے سے وہ مرتقاً تھا  
جو اپنے ماں لو دیتا ہے تاکہ اپنے بیٹیں پاک کرے۔ اور نہیں ہے اس پر کسی کا  
احسان کرنا اس ماں کے دینے سے ہے اس کا خوبصورت اور بدلہ کیا جائے۔ مگر وہ سے  
چلتے رضاہ مددی لش پر وہ کاری کے جو سب بڑوں سے بڑا اور بزرگ ہے اور  
یقین ہے کہ وہ راضی ہو گا اس قابلیت سے -

**مِنْتَقَىٰ كَيْ تَحْرِفُ** | شرعی اصطلاح میں ہتھی کسے کشمکش یا خصوصی و کبیرہ  
اگنا ہوں نے بھتنا کرے۔ اور اگر کوئی گذشتہ سی  
وقت سرزد ہو تو اس سے اسی وقت ہادم ہو کر نوبہ واستغفار کرے۔ تاکہ  
اس کشاد کا اثر اور زمانہ دل پر تاثیل ہے۔ مادر گناہ دل میں پھر کرنے تھے  
اتقی کا ذریسمہ اس سے بھی بڑھ رہے۔ یعنی بتیریت اور طلاقیت کے ادب  
کو بھی نہ چھوڑ رہے۔ اور گناہ کا خطہ آور بڑی نیت کا خیال بھی دل میں رہتے  
یا۔

**أَنْتَ مَرْأُوٌ** | اس آئیت میں اتفاق سے جمیع مفریق کے نزدیک حضرت  
ابو مکر صدیق صفحی اللہ عز وجلہ مراہیں۔ اور یہ تمام سورہ  
انہیں کی شان میں نازل ہوئی تھے۔ اور اس سے ابو مکر صدیق کا افضل  
آمت ہوا بلکہ شخص البشر بعد الانبياء موتاً ثابت ہے۔ آمنت محمد پر سے کی  
دعا جبھا الصملوہ والسلام تمام اعم میں افضل ہے۔ اور اس آمت میں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ الْمُكَفِّرُونَ فَلَوْلَا مُرْسَلٌ

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس آپت میں خداوند کرم اُنی فنا ناتھ - اور  
دوسری جگہ ارشاد ہے - ان شا کو ما کریم خشدل اللہ انتکلم رعنی تم من  
خدا کے نزد دیکت یادہ بزرگ وہ من چہ جو تعلیم ہو وہ دونوں اصول سے ملتے  
ہے صفات نیتجہ نکل دیتے ہے - کہ بزرگ کے نزد دیکت ابو بکر صدیق رضی کی بزرگی کیم  
ضحاۃ حجۃ حجۃ الدین

حمدیں کل الف قلوب مال استدنا ای بکار صدیق رضی اللہ عنہ کے ای  
تحقیق حضرت بلال ہمار دیگر سات لوٹائی خلاموں کو نہایت گران قیمتیوں پر کام  
بخاری کے کم ذرا وکیم حضرت عصی اللہ علیہ وسلم کے مکالموں میں اور حضرت  
یحییٰ حضرت کے مذکور یعنی الارستجوی کی رمیں تحریر کرنے میں ایشان کو خوب نکلیا  
اس لئے اس حدیث میں المتعالی میں صدیق کم ذرا کے اس مخصوص پر  
کو ای دفعی سنبھال اور فرمایا کہ وہ حقیقت اپنے مال کو اپنے سر کی راہ میں فتحی  
اور اس ایں کے صفتی کی انسانے اور کوئی غرض نہیں جو اسے اپنے کے تر  
نپیے ہتھیں میک کر دیتے تیرزی کا لمعظہ فرمایا۔ اس نقطے سے دو معنی  
پڑتے جاتے ہیں - ایک علمادیت اور دوسرے زماں کی دیگر فرمایا کہ  
مشتبیق ہے اس پر کسی لا احسان کا اس کے مال کے ڈینے سے ہے  
کا عوض اور بکار کننا ہے - الگہ احسان کے بدل میں احسان کرنا بھی  
ہے - مگر اس میں ایک ایسا نعم مسطور ہو - تو کمال اخلاص صبحا نہیں جانا اور  
جیسا کہ صحیح اس حدیث کے مطابق حضرت عصی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے  
کسی کا اسلوک اور احسان جو چرکیں لئیں پہنچیں کاموں اور بدلاؤ شاید میں  
مہنگی کو ادا دیا تو جو لیتے اولویت کئے اس کے احسان اور اسلوک کا عوض میں  
نہ ہیں کیا - اس کا مکمل اللہ تعالیٰ احس کو قیامت رکے واقع صفات  
فرمایا گا - اور دوسری صحیح حدیث میں آیا ہے - کہ اس حضرت عصی اللہ علیہ  
 وسلم نے اپنی صفات سے کئی دن پہنچے خلصہ ہر چاہیں فرمایا کہ کسی کا  
احسان مال کا اسلوک اور ہم احسان دینا اور جان کا تجھیں اس قدر

نہیں ہے حضور ابو بکر کا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے کمال کام تھے اس سے زیادہ کیا ہو گا۔ کہ خدا تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے۔ تک وہ یہ کام (انفاق مال) نہیں کرتا۔ مگر واسطے چاہئے رضا مندی لپٹے پروردگار جو سب طروں سے طڑا اور بزرگ ہے۔ حدیث صحیح میں آیا ہے۔ کہ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ غلاموں اور نوڈیوں کو حواسِ اسلام لائے تھے۔ یہی طریقی قبیلوں سے خوبی کے آزاد کیا۔ تو آپ کے والد ابو قحافی نے کہا کہ اگر شکوہ نوڈی غلاموں کا آزاد کرنا ہی منظور تھا۔ تو اچھے چوت اور چالاک تیر آزاد کئے ہوتے۔ تو کچھ فائدہ بھی نہ تھا۔ ایسی نوڈی غلاموں کو جو کسی کام کے نہیں ہیں۔ مولیٰ نیک آزاد کرنا اور پھر آزاد کرنے کے بعد ان کے لکھانے کی کامی بھی ذمہ دار ہے۔ اس سے کیا فائدہ ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ نے اپنے باب کے جواب میں یہی کہا۔ کہ اس کام سے مجھکو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی منظور ہے۔ اس کے سوا اور کوئی دوسرا چیز منظور نہیں۔ سن انہیں ماجہ میں مذکور ہے۔ کہ ایک روز بھی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کسی کے مال سے مجھ کو اس قدر نفع نہیں ہوتا جس قدر ابو بکر کے مال سے مجھ کو نفع ہوا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ وہاں پر حاضر تھے۔ کریم و ناری نگر کے عرض کیا۔ کہ میں بھی آپ تک پہلو اور میرے امال بھی آپ کا ہے۔ وَلَسْوَحَ يَرْضَى۔ خداوند کریم نے بخشنے لیے بنی لکم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہی اور خلتم واری کیلئے سورہ و الحجی میں وَلَسْوَحَ یَرْضَى۔ وَلَهُدْدِیت وَلَهُدْدِیت خداوندی کا وعدہ فرمایا۔ اسی طرح سعیہ عظام صائم کے لاٹیں جانشین ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ کے لئے وَلَسْوَحَ یَرْضَى فرمایا۔ یعنی نعمت ہے۔ کہ ابو بکر راضی ہو گا اللہ سے یا اللہ راضی ہو گا ابو بکر سے۔ یہی میں ضمیر ابو بکر صدیقؓ کی طرف یا حق تعالیٰ کی طرف راجح ہے۔ دونوں صورتوں میں مطلب حاصل ہے۔ وَلَنَعِمْ مَا قَبِيلٌ ۝

بخت اگر مدد کندہ نہیں آدم مکف !!  
گریک شم زہی طرف وزبکش زہی طرف

اس سے ابو بکر صدیق کی کمالی درجہ کی فضیلت و نبیرگی ظاہر ہوتی ہے خطیب  
 بغدادی میں جابر بن عبد اللہ نے رواۃت ہے۔ کہ میں ایک دن آنحضرت  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اس وقت  
 ابسا شخص آتا ہے۔ کہ حق تعالیٰ نے میرے بعد اس نے بہتر کسی کو پیدا  
 نہیں کیا۔ اور اس کی شفاقت قیامت کے دن پیغمبر میں کی شفاقت کی ماں نہ  
 ہوگی۔ جابر کہتے ہیں۔ کہ مجھے درینگذری ملتی۔ کہ حضرت ابو بکر صدیق ایشانہ تشریف  
 لائے۔ کون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھائے اور ان کی پیشانی پر برس دیا۔  
 اور بغایب ہو کر ایک ساعت اُس حاصل کیا۔ آہ! اس حدیث سے یہ بتا  
 معلوم ہوئی۔ کہ جس طرح بھی صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا مندی امت کی شفاقت  
 پڑھ رہے ہیں۔ اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق ایشانہ کی بھی رضا مندی امت کی  
 شفاقت میں ہے۔ کہ تو نکھل حضرت ابو بکر صدیق ایشانہ کی رضا مندی  
 کی رضا من قابلی ملتی۔ اور ان ایمان کتاب الموافقة میں حضرت رام حضر  
 صادق صدیق ایشانہ سے صحیح سند سے روایت کرتا ہے۔ کہ انہوں نے  
 اپنے والد المعلم باقر سے۔ ادا انہوں نے اپنے والد امام زین العابدین سے اور  
 انہوں نے اپنے والد ابوجعفر حضرت امام حسن سے اور وہ حضرت امیر المؤمنین  
 علی صدیق ایشانہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ فرماتے رہتے۔ کہ میں نے  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ساختے۔ کہ تم قتاب طلوع اور غروب نہیں  
 کیا ہے کسی پر بعد پھیبروں اور رسولوں کے کہ بہتر ہو ابو بکر صدیق سے۔  
 اس سے حضرت ابو بکر صدیق کے کمال و تواب کا اندازہ ہو سکتا ہے۔  
 ذالک فضل اللہ یو تیہ من دیشلے۔  
 اس پر صحیح اگر کسی تو ان کے مرتبہ میں شک اور شہر باقی رہے۔ تو صحیح  
 ہے کہ ایمان کے آنکھ کا پرتو بلکہ پرچاہوں میں اس کے دل پر نہیں  
 پڑا۔

گرذ بکند بروز شہر ہ جشم  
 جشنہمہ آفتا ب راچہ گناہ

# باب احیانت

## حفظ امانت

۱۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت انس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا شاذ و نادر کوئی جنگی سے بچا گا جس میں یہ نہ کہا ہو۔ کہ جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں ایسیں کا عہد متصبیط نہیں اس کا وین نہیں۔

۲۔ مشکوٰۃ میں حضرت انس سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کہ مون میں تمام خصائیں سیدا ہو سکتے ہیں تو ایمان خیانت اور جھوٹ کے سید۔ فرمایا۔ چھے چیزوں کی تم صفائی کرو۔ میں نہیں رے لئے جنت کی ضمانت بر تما ہوں۔ (ذکر) پسچاہ جب کوئی بات کہو اور پورا کرو جب کوئی وعدہ کرو۔ اگر کہا سے پاس امانت رکھی جائے اس کو ادا کرو۔ اور اپنی شرمنگاہوں کی حفاظت رکھو۔ اور انہیں بھی رکھو۔ اور انہیں تھوں تو روکو۔

(عن تعبدہ ابن حنبل مشکوٰۃ)  
سم۔ امانت سے رزق حاصل ہوتی ہے۔ اور خیانت سے فقر (عن حضرت علی۔ کنز العمال)

۳۔ فرمایا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے تجھیں میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں اور جس کا عہد متصبیط نہیں۔ اس کا دین نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کیسی شخص کا دین تھیک نہیں ہوتا جب تک اس کی زبان تھیک نہ ہو۔ اور زبان تھیک نہیں ہوتی جب تک اس کا دل تھیک نہ ہو۔ وہ شخص جنت میں داخل نہ ہو گا جس کا بہسا یہ اس کے روانی شر سے محفوظ نہ ہو۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ۔ روایت کیا ہے

مکانکم دو خواجہ ایضاً فرماتے اسلام نہیں اسلام میں کام فرید اپنے کار اذن  
بینجھ عذر کرے ہے

فہرست میا۔ اس کو دیکھو کہ دینا اور اس پر طلب کرنے۔ حسین کے پاس مال حرام ہوا اور اسکو  
خوبی کر سکتے ہیں۔ اس میں ریاست نہیں ہوئی ہے۔ اور اگر اس میں سے صفت و یا حاجت  
نہ وہ بقول نہ ہوگا۔ اور جو باقی ہے وہ موزخ میں جانے کے لئے زادراہ  
ہے۔ مال حرام حرام حیرتوں کا کفارہ نہیں ہو سکتا۔ مگر پاک مال نیک کاموں کے  
فوت ہونے کا کفارہ ہو سکتا ہے۔ (عن ابن مسعود مشکوہ)

## باب الفقہ

### دار حسین کی شرعی حجیبت

وکذبۃ سے پوست

مکن ہے کہ مولوی مشتاق احمد صاحب بادہ غربی سے سحو ہو کر فرمائیں  
کہ اگر شندوستان کی مسلمان عوتیں رسول کو منڈائیں لائیں تو اس میں پاکست ان  
انگلستان کی آزادی مولیٰ کی طرح کا نوٹ کی لوٹا کر کھائیں۔ تو اس میں  
پرج ہی کیا ہے۔ تو میں مکر رخص کر کے آپ کی سمع خراشی کروں گا۔ کہ اب  
یورپ کی محلی عورتوں نے بالوں کی طرح پستاناوں اور دانعل کا اپریشن بھی شروع  
کر دیا ہے۔ اگر اس پر بھی ہلوی مشتاق احمد صاحب نہ سمجھیں گے۔ اور اپنی  
ہٹ پڑائے رہیں گے۔ اور ساتھ کی طرح پھر بھی یہی جواب ارشاد فرمائیں گے  
کہ پستاناوں اور دانعل کے اپریشن میں مضائقہ ہی کیا ہے۔ اگر شندوستان  
کی سیطیاں انگلستان کی عوتیں کی طرح پستاناوں کو چھانتی ہے اور  
دانعل کو چشمہ آپ جیاتی سے دور کریں۔ تو اس میں بھلا کوں ساتھ  
شرعی منصور ہے۔ تو ہم سہ بارہ جڑات کرتے ہوئے اور آپ کے قیمتی  
اوفات میں خل اندماز ہوتے ہوئے عرض گزار ہوئے۔ کہ اب یورپ کی بعض  
عکروں نے ستر عورت کو غیر ضروری اعتقاد کیا ہوا ہے۔ کپڑوں کے بائیے  
سبکدوش ہو کر بالکل بہنہ تن گلی کو چوں اور بازاروں میں آئی تجاتی ہیں۔  
اوکیتی ہیں۔ کہ بدن کو کپڑوں سے ڈھانپنا چلہ کے خلاف ہے۔ اگر

مختلی تہذیب اور انگریزی تعلیم کا بھی دور دورہ رہا۔ تو مقلدین پورپ اور شوریدگان فیشن کوشش و اشتاعۃ اور تبلیغ و تزویع کیلئے کافی سامان نہیں پختا رہے گا۔ مولوی مشتاق احمد صاحب لکھتے ہیں۔ ہم نے نصاب فقہہ نیتہ المصلی سے ہا یہ اخیرین تک پڑھا۔ مگر داڑھی کو کسی نے چھوٹا نہیں چھوڑا تک نہیں خلاں کہ فقہہ کے کتنے بے خطر والا باحدہ اور باب المکروہات میں سمجھوی معمولی باقون تک کا اندراج ہے۔ مگر داڑھی کا کہیں وکرنا تک نہیں۔ مولوی صاحب کے پروپولی فقرے نا، مگر داڑھی کو کسی نے چھوٹا تک نہیں آ رہا، مگر داڑھی کا کہیں وکرنا تک نہیں۔ قابل غور نہیں۔ ان دلوں فقول میں کذب و تزدیر کی جو اسپرٹ بھرفا ہوئی ہے۔ اس کو اپنی محاورہ ہی خوب سمجھتے ہیں۔ ”چھوٹا تک نہیں“ اور ”ذکر نہیں“ این دو جملوں میں صرف حصر ہی نہیں بلکہ مبالغہ فی الحصر ہے۔ باس ملزہ و ادایہ کرنے سے پہلے نہیں کرنا منقصو ہے۔ کہ فقہاء کی نظر میں داڑھی کوئی مہتمم باشناں چیز نہیں۔ اگر قابل اہتمام ہوئی تو فقہاء ضرور اپنی اپنی کتابوں میں اس کا کسی نہ کسی عنوان سے ذکر کرتے۔ سمجھوی معمولی مشائیں ان کی کتابوں میں درج ہیں۔ مگر داڑھی تلاحم کتابوں میں منتظر الالک ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ داڑھی کو معمولی سے مثلہ کہنا بھی خلاف قاعص ہے۔ سیکونکہ فقہہ کی کتابیں اس کے ذکر نہیں سے ساکن حالت ہیں۔

میں کہتا ہوں۔ یہ مولوی صاحب کا بہتران غلطیاں اور افتراء کہیں جسے فقہاء کرام کی جماعت پر جھوٹ بولنے اور اکابر ائمہ سے لفوس قدسیہ پر اہتمام لگانے سے مولوی مشتاق احمد کا بیٹھ طلب ہے۔ کہ داڑھی میں سمجھوں کہ داڑھی رکھانا کوئی کار خیر نہیں۔ اور منہڈ اما کوئی جرم و معصیت نہیں۔ تماکہ آئینہ لوم فاعم سے نظر ہو کر یہ باتی لوگ اس جرم سے حصہ لیں۔ اور قانون شریعت کی کسی سزا اور تعزیر کا حصہ کا انہیں سداد رہا نہ ہو۔ ورنہ۔ تو فقہہ کی تمام چھوٹی بڑی کتابوں میں داڑھی کا ذکر موجود ہے۔ اور مونڈنیوں کے لئے سزا میں اور تعزیر میں پوری تفصیل کے ساتھ موقوم ہیں۔ ذکر نہیں کی نفع کرنی اور نفع بھی کمال شد و عمد کے ساتھ کرنی ضعیف الیماں۔

حلقت  
صلحاوں کو بے ایمان کرنے ہے۔ مثلاً قدوری میں ہے۔ وقیع الحجۃ اذما  
بولم تنبیت الہدیۃ۔ ”تمہارے، اگر وادھی اس طرح مونڈھلی جائے کہ  
پھر وہ آگے ہی نہیں۔ تو دست لازم ہے۔ دینیت شریعت میں نہ  
نہار درم ہے۔ اور قدوری کی شرح جو نیڑہ میں لکھا ہے۔ نہ  
”حکی عن ابی حیفہ الہند ولی ان الحجۃ علی ثلاثۃ اوجہ۔ ان کا  
وافرة تکب الدین کاملہ۔ وان کا نہت شعرات قلیلۃ مجتمعة  
لَا نقع بھا جمل کامل فیضا حکومۃ شعرات لامات شعرات متفرقات  
لشیہ فلا شی فیہا۔ لامه ازال عنہ الشیان سوان نہت  
بسیار فعن الی حنینۃ۔ لایکب فیہا شی فی الحرم و فی  
العبد تکب حکومۃ لانہا تنقض فیمنہ۔ و عندہما  
تکب حکومۃ فی الحرم ایضا۔ و یستوی فیہا العبد والخطاء  
فی ذالک علی المنشود۔ (تمہارے) ابو حیفہ سندوانی سے منقول  
ہے کہ وادھی تین طرح کی ہوتی ہے۔ ایک گھنی۔ اس کے مونڈنے میں بیوی  
وست لازم ہے۔ دوسری پہلی تھوڑی جس کے بال طوڑی پر ایک جگہ  
اکٹھے ہوں۔ پرچیندالی خوب صورت فر دکھانی ویسے ہوں۔ اس میں حکومۃ  
ہے۔ تیسرا وہ پہلی تھوڑی جس کے بال بکھرے ہونے کے باعث  
بے زیرب دکھانی ویسے ہوں۔ اس میں نہیت ہے اور میں حکومۃ۔  
اور مونڈنے کے بعد اگر وادھی سعید لکھتے تو حباب الام لفظ علی الرحمۃ  
کے نزد ایک خر میں تو کچھ بھی نہیں۔ البته علام من قیمت الحکم جانے  
کے باعث حکومت ہے۔ اور صاحبین میں کسکے نزد ایک خر اور علام دوزسا  
میں حکومت ہے۔ وادھی مونڈھنے میں بھول چوک قابل سماعت نہیں  
اس بارہ میں بھول چوک بھی جان لو جسے برابر سہر۔  
دہیتا کے معنی اور بیان ہو جائے ہیں اور محلو مرد کے سخن  
ہیں۔ کہ علام اور خود نویں فہرست وادھی بغیر بھی فرض کی جائے تھے  
وادھی کے ساتھ بھی۔ وادھی مونڈنے سے جتنی قیمت گھنٹے کی ہے

اس کو دیکھنے لیا جائے کہ وہ کل قیمت کا کیفیت حصہ ہے پھر پوری دیت میں سے اتنا ہری حصہ وصول کیا جائے۔ حتماً دار الحجی کے ساتھ نہ ازورم قیمت ہے اور دار الحجی بغیر اس کی قیمت کی قیمت کر لفڑ سودھ ہو گئی ہے۔ تو ان کی قیمت کا دسوال حصہ دینا پڑتے گا۔ پوری دیت دس نہزادہ ہم ہے۔ باور بدلہ نہ رکادسوال حصہ دینا پڑتے گا۔ نہزادہ اور سر واجب الاله دینوں کا۔

شرح قدری کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر گھنی دار الحجی مونڈھی کیش ہو تو مونڈھنے والے کو آج کل کے حساب سے اٹھائی نہار ترپیہ ہر ہاندی کی سزا کی جائے۔ اور اگر تسلی تجوہ ہو کی سزا حد تک خوشما دار الحجی مونڈھی کیش ہو یا پونڈھنے کے بعد دار الحجی سفید نکلی ہو۔ تو کم سے کم اللہ اعلیٰ سود ۴۵۰۰۰ پیغمبر جماعت کیا جائے۔

اظہرین اور چہرہ دو نوں فتنہ کی کتنا بین ہیں مقدمہ شدن بوجوہ اس کی شرح سنتے سعفانی کے بعد قدری پڑھی پڑھائی جاتی ہے۔ آپ رسولوں نے دیکھ دیا ہے کہ دو نوں کتابوں میں واطھی کا ذکر ہے۔ دار الحجی کے اقسام میان کوئی نہ سکتے۔ اس نے دار الحجی کوئی نہ سکتا ہے کہ ثواب اور خشتودی بیت الاحباب کا نہزادہ لگایا جاسکتا ہے کوئی نہ سکتا ہے کہ تغیرات سخیں کس جمع کی پاکش میں اٹھائی نہزادہ دو پیغمبر جماعت کی سزا اپنی کی گئی ہے۔

اور مولوی مشتاقی الحمد صاحب لکھتے ہیں کہ فقہہ کی مکتبہ درمیں دار الحجی کا کہیں ذکر نہیں فقہہ نے اپنی تفصیلات میں دار الحجی کو چھوڑا نہ ہیں۔ سخنکرو۔ یہ مولوی صاحب مدعوی کا یہ کیا تعریف جھوٹ ہے کہ کس طبق نہ ہے اپ جھوٹ بول رہے ہیں۔ اور اس طبع و سخن دہاڑ

صلی اللہ علیہ وسلم

لے کر اپنے سخن کی مدعویت کو اپنے سخن کی مدعویت کے مقابلے پر لے کر

متارع ایمان کو غارت کر رہے ہیں۔ اور کسی بھی ناظرینی اخبار کی آنکھوں میں  
دھوپل ڈال رہے ہیں۔ اگر مولوی شفاق کے پیشاد میں اپنی طرف  
جماعتِ اسلام اور زندگانی اور المذیر عالم ہرستے تو یقین سے کہ وہ ایسا غلط  
اور کدب پرست مرضیوں کی بھی ان کی احیاء ویں میں اشاعت کیتے نہ چھیتے  
کنز الدنیا فیں لکھا ہے۔ ولحجۃ ان لم تثبت الدینۃ اور  
فقایہ شریح و قایہ میں ہے۔ ولحجۃ حلقت فلم تثبت الدینۃ اور  
اور وقایہ کی طرح تنویر الا بصادر اور در مختار میں لکھے۔ ولحجۃ  
حلقت فلم تثبت الدینۃ۔ اور مختصر الوقایہ میں ہے۔ فی الحینہ  
کل الدینۃ۔ اور ہدایہ میں ہے۔ وفی الحینہ اذ حلقۃ  
فلم تثبت الدینۃ۔ دوسرا مقام پر لکھا ہے۔ ان الحجۃ فی وقتها  
جمال فی حلقاتها تقویۃ الکمال فتجب الدینۃ۔ تیسرا مقام  
پر مرقوم ہے۔ واما الحجۃ العبد فعنابی حنفیۃ انه يجب فیما  
کمال القيمة۔ چوتھی جگہ لکھا ہے۔ ولحجۃ الکوسمخ ان کان علی فتنہ  
شحرات معدودۃ فلا شرک فی حلقة۔ باپنچھوں جگہ مسطور ہے  
وان کان الکثر من ذالک وکان علی الخد و الذقن جیعاً  
للله غیر متصل فضیلۃ حکومۃ العدل۔ اور چھٹی جگہ پر ہے  
فإن ثبتت حتى استوثي كما كان لا يجب شرعه وليؤدبه على  
ازتكابه مالا يحل۔ ساؤں گرد ہے۔ وان ثبتت بفضلاء فعن  
ابی حنفیۃ انه لا يجب شرعیتی لمح۔ وفی العبد تجب حکومۃ  
عدل۔ اور فتاوی عالمیۃ کتاب الایات میں ہے، و اذا احلق  
لحجۃ رجل ولم ثبت مکانها اخرى فقضیا کمال الدینۃ۔ و مطلع  
کے جواہر ہے۔ و اذا احلق لضیف للحجۃ يجب نصف الدینۃ۔  
پھر اسی صفحہ پر لکھا ہے۔ و اذا شفی بعض لحجۃ رجل تقسیم  
الدینۃ علی ما ذهب و محلی مابقی۔ اس سے اگر کے ابو جعفر شد ان  
کا فتوی ہے۔ وجہہ سے ہی ناظرین ہو چکا ہے۔ پھر ص ۹۸ تک

دہڑھی کے متعلق لکھتے چلے گئے ہیں ۔

یہ عبارتیں محرض اشتذال میں پیش کرنے کے لئے نہیں لفظ کی  
گئیں بلکہ صرف اس لئے نقل کی گئی ہیں ۔ کہ گول خودہ ناظرین کو علم حاصل  
کرنے سے پارٹیاں اور باریاں سے اور پارٹیاں فتح القدری بجر الائچ وغیرہ تک جتنی  
فقط کی کتنا بہیں ہیں سب کی سب دارجی کے ذکر سے خالی نہیں ۔ اور  
تو اجات میں سکشیر و قطوفی اس لئے اختیار کی گئی ہے ۔ کہ مولیٰ مشتاق الحمد  
صاحب تکی کذب بیانی تکما حقہ بے نقاب ہو جائے ۔ اور عبارتوں کے  
ترجیحے اس لئے نہیں عرض کئے گئے ۔ کہ ان عبارتوں کے نقل کر رکھتے  
غرض صفات کے کذب ہے ۔ وہ ترجیح کئے بغیر بھی یورپی ہو سکتی ہے  
نیز گذشتہ تراجم کو بغور پڑھنے سے ان عبارتوں کا سمجھنا سہل ہو جاتا ہے ۔  
اوْزِنَاتُوْنِي عَالْمَكْبِرَةِ كِتَابُ الْكَرَاثِيَّةِ مِنْ هُنَّهُ ۚ وَلَا باسَ اذَا طَالَتْ لَحْيَتُهُ  
ان يَخْلُدُ مِنْ اطْرَاهُمَا ۖ وَلَا باسَ ان يَقْبِضُ عَلَى لَحْيَتِهِ فَان زَادَ  
عَلَى قِبْضَتِهِ مِنْهَا شَعْرٌ جُزْكًا ۖ وَإِنْ كَانَ مَا زَادَ طَوْبِيلَةً فَوْلَهُ كَذَا  
فِي الْمَحِيطِ وَالْقَصْرِ سَنَةُ فِيهَا ۖ وَهَذِهِنَ يَقْبِضُ النَّحلُ لَحْيَتَهُ فَان  
زَادَ مِنْهَا عَلَى قِبْضَتِهِ قِطْعَةً كَذَا ذَرْكَ مُحَمَّدَ رَحْمَهُ اللَّهُ فِي كِتَابِ الْأَثَارِ  
عَنْ أَبِي حَيْنَةِ رَحْمَهُ اللَّهُ ۖ وَقَالَ وَبِهِ نَاخْذُ ۖ كَذَا فِي الْمَحِيطِ الْمَرْجَنِ  
(ترجمہ) انداز شرعی سے جب دارجی لمبی ہو جائے ۔ تو زائد حصے کو اطراف  
دارجی سے کٹا دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ۔ علی ایذا قیاس دارجی کو کوئی  
سے کا پا جائے ۔ اگر دارجی کا کچھ حصہ سمجھی سے باہر واپس ہو ۔ اس کے کٹائے  
میں ہر جی ہو جیں ۔ اور اس میں بھی ہر جی ہو جیں ۔ اگر زائد حصے کو اپنے حال چھپو  
ہو جائے ۔ محیط میں اسی طرح ہے ۔ اور قصر فی الحی منون ہے ۔ فقصر منون  
یہ ہے ۔ کہ دو اپنی دارجی کو اپنی سمجھی سے ناپ تر دیکھے ۔ دارجی کا جتنا  
حصہ سمجھی کے خی ہجائے ۔ اس نے حصے کا ثابت رکھا است مُوكده  
ملکہ وجہ بہے ۔ اور خو حقتہ سمجھی سے زائد اور باہر ہو ۔ اس کا کنتر دا دینا  
بھی نہست ہے ۔ امام محمد علیہ الرحمۃ نے لپٹے اسٹناد امام ابو حیفیہ علیہ الہمۃ

والفuran سے اپنی کتاب آثار میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔ اور المام محمد نے اپنی کتاب مذکورۃ الصدیق میں یہ بھی لکھا ہے کہ آج تک ہم سلامانوں کی بھی دستور اعلیٰ ہے۔ یعنی جم اسی کو قابل اعلیٰ یقین کرتے ہیں۔ مذکورہ بالاقریر کو شیخ الاسلام امام سراجی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب محیط میں بیان فرمایا ہے۔ اس عبارت کو منقولہ بالاعبارات سے جدا اور بازبھہ دو حضور کے لئے لایا گیا ہے۔ ایک یہ کہ مولوی مشتاق احمد صاحب کی تاریخی اور افڑا پروازی کمابینی ثابت ہو جائے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ کتب خقر کے باب المکروہات میں دارالحکم کا ذکر نہ ہے۔ اور یہ عبارت فقہ کی ایک مستند کتاب کے باب المکروہات سے نقل کر کے دکھانی لگی ہے۔ دوسرا اس عبارت کو ہم مضمون کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ اس عبارت میں اشارہ اور ارشاد ہے کہ مسلمان مرد مسٹھی بھر دار الحکم رکھائیں۔ قبضہ سے قبل کتر و احرام اور بعد از قبضہ کتر و انا جائز ہے۔ اور مولوی مشتاق احمد اپنی تین باتوں میں اسلف صالحین اور جمہور مجتہدین اور ائمہ محدثین کے خلاف ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔ مگر قبضہ کی شرط رکھاتے ریخت تعجب ہوتا ہے۔ کہ اس کا خذ کیا ہے۔ گویا آپ کے نزدیک قبضہ کی شرط ایک اختراعی امر ہے۔ کتب حدیث میں اس حد کا کوئی اثر نہیں۔ تمازجين فقہاء خود تراشیدہ اجتہاد ہے۔ آپکے نزدیک قبضہ سے قبل دارالحکم کتر و انا حرام نہیں۔ بلکہ جیسے بعد از قبضہ دارالحکم کتر و انا جائز ہے۔ اسی طرح قبل از قبضہ بھی کتر و انا جائز بلکہ امر منوم ہے۔ آپ نے اپنے دعا کو ثابت کرنے کے لئے ایک حدیث نقل کی ہے۔ جس کے غلط معنی سمجھ کر اور غلط تاویل فرمائے آپ نے یہ دہن نشین کرنا چاہا ہے۔ کہ رسول حنذا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل از قبضہ دارالحکم کتر و ایسا کرتے تھے۔

میں کہتا ہوں۔ کہ میری تحریر بالاسے ابھی طرح ثابت ہو گیا ہے۔ کہ تقدیم اور تمازجين دونوں قسم کے فقہاء نے اپنی اپنی کتابوں میں

دارالحکم کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا ہے۔ کہ دارالحکم کا منصب وانا حرام ہے۔ جیسا کہ ہدایہ وغیرہ کی اس عبارت "ویووہ علی ارکابہ ماد محل سے وضح ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا ہے۔ کہ قبضہ کی شرط گفتہ کی ثابت ہوں میں بالصراحت موجود ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ قبل از قبضہ دارالحکم کرتے وانما خلاف سنت اور حرام ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں قصر مسنون کی تعریف سے ظاہر ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا ہے کہ بعد از قبضہ کرتے وانا اور نکرے وانا و دلوں جائیں ہیں۔ اب ہر یہ بات کہ فقہاء نے قبضہ کی حدود نیت یا حدیث سے مستبط فرمائی ہے۔ اور مذکورہ بالامثال فقیہ کا حقیقت میں مأخذ ہی کیا ہے۔ سواں کے متعلق اتنا عرض ہے کہ اول تو مقلد کو مأخذ کی تلاش ضروری نہیں۔ تلقید کی بنیاحسن طن پڑے۔ مجتہدین کے بیان ہے مسائل کو مستبط من الامات والا حادث اعتراف کرنا مغلظہ کا فرض ہے۔ بھلا دُنیا میں کتنے لفوس ہیں جن کوہ اکیت ٹکڑا کا مأخذ معلوم ہے؟ آج طبقہ علماء میں سے ایک فرد بھی ڈیونو ڈھنے نہیں لیگتا۔ جو سر اکیت حکم اور سر اکیت سُلّم کو قرآن اور حدیث کے مطابق کر کے دکھانے کے۔ ائمہ مجتہدین میں سے بہت سے ایسے امام گزارے ہیں جو باور چوڑا حافظ الحدیث ہوئے کے قبضہ تک دارالحکم رکھا نہیں تھا کہ وہ اسے اور قبضہ سے قبل کرتے وانا حرام اور حصیتے ہے۔ تو صدیقین کر لینا چاہئے۔ کہ مأخذ معلوم کے بغیر فقہاء کرام مرگز کسی مباح کو حرام اور حرام کو مباح نہیں کہہ سکتے۔ اور زصوماں کو معصیت اور حرام موصیت کو صواب قرار دیتے ہیں۔ نیز نہیں ایسے مسائل معمول بہا، میں جو صحیح سے شافتہ کہ روزانہ کئی دفعہ وقوع پذیر ہو کر عمل میں آتے رہتے ہیں۔ احمدان کا مأخذ علمیں میں سے کسی کو بھی بوجوہ ائمہ معلوم نہیں ہوتا۔ پھر ان کے مستحبات

سَلَامٌ عَلَى الْمُسْلِمِينَ

وَالْمُسْلِمَاتِ

وَاللّٰهُ أَكْبَرُ

سنتیہ میں شہجاہ کیا گیا ہے۔ اور نہ ان کے وجوب اور وضاحت میں شک کا  
گزد ہوا ہے۔ اور نہ ان کے مأخذ کا کوئی حرف گیر محقق پوری تحریری سے بخست  
کرنا ہے۔ حقیقت ہے دار الحکمی کی تعین حد پر کیوں فقہاء کلام کے ذوات  
جماعت اخراجات پر اعتماد اور ملعتیہ نہیں کیا جا رہا معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ ایمان  
و مسلمان کا تقاضہ تلقینیہ گلے سے انکال کر دو رجھینیک دیا گیا ہے اور  
ابی عاصی پر کا خذشہ مالک اور یا سٹہ زیب گلوکر لیا گیا ہے۔

— اس کے علاوہ اگر قبضہ کی تعین اور قبضہ سے قبل کو تسلیہ معا  
الحرمت کلام الی یا کتب حدیث سے علی بیبل الاستفصال ثابت کرو  
جلئے تو چنانچہ عین الشیر مولوی شتاق احمد صاحب کو غدار یا کذاب کہیں  
یا منضم اور نکار تحقیق انصاف تو یہ ہے کہ جب مولوی شتاق احمد صاحب  
ماخذہ مقصود پڑھ لیں تو خوبی نہیں زبان سے اور فلم سے لپٹے آپ کو دروٹھو اور  
مگر وہ نہ دعیہ خطا بات سے مخاطب فرمائے تلائی نامات کریں۔ اور اپنے  
زبردست خدا علیم بذات الصدور سے ڈر کر مسلمانوں کو راہ راست سے بھکانی  
اور دہوکہ دینے سے توبہ کریں۔ تاکہ بشری امور سے ناداقف طبقہ پھیل کر  
قرضہ خلافت میں نہ جاگرے۔

ہاں پہلے بفرما دیا جائے کہ ایک مسئلہ فقیہہ کے ثبوت کیسے کتنی  
حدیثوں اور کتنی آیتوں کی ضرورت اور حاجت واقع ہوتی ہے۔ اگر متحددین  
نے صرف ایک آیت یا ایک حدیث سے چند احکام کا استنباط کیا ہو۔  
تو آپ کے خیال فریغ میں وہ احکام لازم لشتمیں ہو سکتے ہیں یا نہیں۔  
لیکن ان احکام اسلامیہ کا مأخذ اصول شریعہ کی رو سے وہ ایک آیت یا  
حدیثین سکتی ہے یا نہیں بے اگر ایک آیت یا ایک حدیث ایک مسئلہ  
یا چند مسائل کا مأخذ نہیں بن سکتی۔ تو کیوں نہیں بن سکتی۔ اس کی دلیل  
کیا ہے۔ کیا خداونقدیوس کافران ولحدہ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
وسلم کا ایک دفتر فاما قابل تجویز اولاد ایضاً انصاف نہیں ہو سکتا ہے اگر ایک  
دفتر کے ارتقا دو نظر انداز اور دلیل دکیا جاسکتا ہے۔ تو پھر مو

ما آنکہ الرسول مخذله و ما نھا کہ عنہ فانھوا ” کی

تفسیر کیا ہے ؟ آئندہ ہم قبضہ کی شرط کا مأخذ ذکر کرنے گے مخصوص سمجھنے کے بعد جو ناطرین رسالہ کو نیقین ہو جائے کہ نبی محمدؐ میں قبضہ کی شرط کا مأخذ ختماً اور قطعاً اور واقعی ہو رہا ہو جو ہے ۔ تو ساتھ یہی نیقین ترتیباً لازم ہو گا کہ میں دوست مولوی شناق احمدؐ نے جونصاب فقة خیث المصلى سے ہذا یہ تک پڑھا ہے ۔ وہ بھاشا یا گوکھی یا ناگری میں پڑھا ہے ۔ عربی ناہری زبان میں آپ نے فقة نہیں پڑھی ۔ اور چونکہ نصب حدیث آپ نے فرمایا ہیں کہ کہاں سے کہاں تک عبور فرمایا ہے ۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علم حدیث سے ناہ شنا حصہ ہیں ۔ دورہ قبضہ کی شرط پر آپ کو توجیہ لائق نہ ہوتا ۔ اور نہ مأخذ قبضہ کے متعلق سوال کرتے ہیں ۔ فقط المقصود ہمیں بس اثنان شیخ کتبہ نیاز مگر قلب نہیں باز چک ۔ ۲۴ صفحہ تجویز حضنگ

## سکھو احمد

از مفہومات غوث اعظم شیخ عبدالفتاد حبیلی قدس سرہ الفرزی  
آپ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ نزدیک و بہتر فلسفت خداۓ تعالیٰ سے محبت کھنہ ہے ۔ اور محبت الہی حاصل نہیں ہوتی ۔ تا و قتیک محب بنے نفس ان سراسر روح نہ پوچھائے ۔ نفس (و انسانیت) محدود ہو جائے پر محبت الہی صادق ہوتی ہے ۔ آپ سے کسی نے محبت کی نسبت کیا ۔ تو آپ نے فرمایا کہ اہل محبت ہمیشہ سُکر میں رہتے ہیں ۔ اور اس کی شراب پر کریبت زیادہ ہو جاتے ہیں ۔ سکر سے نکلتے ہیں تو حیرت میں اور حرمت سے نکلتے ہیں تو سُکر میں آگھرتے ۔ اس کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے ۔

الْحَبَّ مُكْرَحَمَادَةُ التَّلْفُ      يَعْصِمُ فِيهِ الدُّلُولُ وَالدَّلَفُ  
محبت وہ نشہ ہے کہ جس کا حمنار تلف ہو جاتا ہے۔ اور جس میں کہ لاغز  
اور عیشہ بیمار رہنا خوش لگت ہے۔

وَالْحَبَّ كَالْمُوْكَتِ يَقْنُى كُلُّ ذِي شَغْفٍ      وَمَنْ نَطَعْمَهُ أَوْدَى بِهِ التَّلْفَ  
محبت موت کی طرح سے ہر ایک محبت والے کو فنا کروئی ہے جو شخص کہ اس  
کا فرزد چکھتا ہے۔ وہی مر جاتا ہے۔

اس کے بعد آپ نے ایک بڑے بھرے بزرگ دخت کے پاس  
کھڑے ہو کر سانس لی اور وہ خشک ہو گیا۔ اور اس کے تمام پتے جھٹکر  
گر گئے۔ جھر آپ نے یہ اشعار پڑھے

إِنَّ الْبَلَادَ وَمَا فِيهَا مِنَ الشَّجَنِ      لَوْيَا هُوَيِ عَطَلَتْ لَمْ كَنْوَ بِالْمَطْرِ  
اَكْرَمَتَمْ شَهَرَ دَرْخَتْ سَبَّ كَسْبَ اَتْشَنْ محبت سے جھلس جائیں  
پھر ان پر کتنا ہی یا نی بر سے تو بھی ترق نمازہ نہ ہو۔  
لَوْذَاقَتْ اَلْأَرْضُ حُبَّ اللَّهِ كَأَشْغَلَكَ رَأْشَجَادَهَا بِالْهُوَيِ فِيهَا عَنِ النَّمَاءِ  
اَرْزَمَنْ محبت الہی کا ذرہ بھی مژہ حکھوئے۔ تو مسام و دخون کے چھلوٹ  
سے اَتْشَنْ محبت کے شعلے اُتْخَنَ لگیں۔

وَعَادَ اَخْضَانَهَا بَهْرَدَ بَلَادَ وَرَقِ      مِنْ حَرَّ نَارِ الْهُوَيِ بِرْمَانَ بِالشَّرِّ  
یہاں تک کہ ان کی شاخوں میں پتوں کا نام نہ رہے۔ اور پھر اَتْشَنْ  
محبت کی چینگائیں ان سے بھوٹا کریں۔  
لَيَقْتَنِ الْحَدِيدَمْ فَلَاصْمَمْ الجَبَالِ اَخَا      اَقْوَى عَلَى الْحَبَّ وَالْمَدُوْيِي مِنْ لَيَشَرِّ  
غرضیکہ لوٹا اور پیار کوئی بھی مصیدت و بلائے محبت کے ہجھٹانے میں  
انسان سے بڑھکزوی نہیں ہے۔

مجملہ آپ کے کلام کے یہ ہے کہ آپ نے اہل حقوق کے تعلق  
فرمایا ہے۔ کہ شیخ و دہے کہ اپنے حضور میں وہ تمہیں خاطر جمع رکھے اور  
اپنی عبیدت میں وہ تمہیں حفوظ کر کے اپنے اخلاق و آداب سے وہ تمہاری  
تریست کرے اور تمہارے باطن کو وہ اپنے اشراق سے منور کر دے۔

اور مرید وہ ہے۔ کہ حال میں تراضی اختیار کرے فقرہ کے ساتھ اس بیتے  
اور صوفیاے عکرام کے ساتھ ادب و حسن اخلاق سے اور علماء  
اعلام کے ساتھ تمیز ارشاد سے اور ایں معرفت کے ساتھ سکون و دفاف سے  
اور اہل مقامات کے ساتھ تو حمد و صدیق سے مستحب ہے ۴

نئی آب نے فرمایا کہ اپنالی خدا نے بینے ہونے جانے سے ابدال  
ہیں ہوتے۔ بلکہ وہ ریاضت و مجاہدات سے ابدال ہوتے ہیں۔ کیونکہ  
جو شخص مکر مرتا ہے۔ وہ عیش نہیں پائتا۔ لہو جو شخص کر خدا تعالیٰ کی راہ  
میں کچھ تلف کرتا ہے۔ قوافی الشیر تعالیٰ اسے اس کا نعم السبل عطا فرماتا  
ہے ۵

**سُنْنَةِ النُّفُوسَ عَلَى حُوَلِهَا فَاهْمَأْدَهَا وَامْلَأْهَا**  
تم اپنی جانب کو ریاضت و مشقیت میں ڈال دیتے ہیں۔ پھر یا تو  
تفع پا کتے ہیں یا نقصان اٹھاتے ہیں۔  
**فَإِنْ سَلَّمَتْ سِنْثَالَ الْحَسَنَةِ حَوَانْ تَلَفَّتْ فِي أَحَالَهَا**  
اگر وہ زندہ رہیں تو وہ غائب مقصود کو پہنچیں اور اگر وہ مر گئے تو اپنی حل  
سے مریں۔  
اگر تم نے مارڈا لاری بنی نفس کو تو تمہارا نام ہمارے بنا دروں میں شمار  
ہو گا۔ اور اگر تم خوبی کر کے زندہ رہتے تو نشمکوں کی زندگی جوش کے اور  
ریاضت و مجاہدات کے زندہ رہتے تو نشمکوں کی زندگی جوش کے اور  
اگر مر گئے تو شہادت کی موت فروکھے۔ الشیر تعالیٰ فرماتا ہے۔  
**وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فَإِنَّمَا نَكِيدُهُمْ سَيِّلَاتًا** (جولہ کب ہماری را  
میں کو شیش کرتے ہیں۔ ہم لکن کوئی نہیں راستہ بتلا دیتے ہیں)۔  
آپ نے فرمایا کہ اہل احوال والیہ بیانات کے ماں کہ ہوتے ہیں کہ وہ  
اہل بدایات میں تصرف کرتے ہیں پس خدا عالمی نہایات کے وہ مملوک ہوتے

**مَنْ أَنْفَقَ** (جو کوچھ بھی میں پس خدا عالمی نہایات کے وہ مملوک ہوتے ہیں)  
**فَهُوَ أَنْفَقَ** (جو کوچھ بھی میں پس خدا عالمی نہایات کے وہ مملوک ہوتے ہیں)  
**وَمَنْ حَمَلَ** (جو کوچھ بھی میں پس خدا عالمی نہایات کے وہ مملوک ہوتے ہیں)  
**فَهُوَ حَمَلَ** (جو کوچھ بھی میں پس خدا عالمی نہایات کے وہ مملوک ہوتے ہیں)

میں ہے۔ کر دہان میں لصرف رہے ہیں۔ اور جو حقیقت لہ آمار و رسوم  
امیت کو نہ مٹا دے وہ حقیقت نہیں ہے۔  
نیز راپتے فرماتا ہے کہ جو شخص کسی کے لئے نہیں ہوتا ہے وہ کسی کے ساتھ  
نہیں ہوتا ہے۔ نیز آپ نے فرمایا۔ کہ زیادہ نفع دہ وہ کلام ہے۔ کہ  
منشادرے سے حاصل ہوا ہے۔ آپ اپنے اہتدائی حالات میں پسندیدہ  
سال تک جنگل ویبا بان میں بھرتے ہے۔ اور اس اشنا میں آپ نے  
بجز تحریم خازی کے اور کچھ نہیں کھایا۔ آپ فرمایا کہ ہمارا طریقہ جلوہ جہد  
ہے۔ بھروسہ ان یا تو اپنے مقصود کو پہنچتا ہے۔ یا استدائے حال میں ہی  
مر جاتا ہے۔ نیز آپ نے فرماتا ہے۔ کہ جو شخص اپنے نفس کی سیکھی کوئی خال  
یا مقام طلب کرتا ہے۔ وہ طریقہ معارف سے دور ہو جاتا ہے۔ اور جو  
شخص کو بروئی خال کے لئے نفس کی ہڑت اسکا اشتارہ کرے تو وہ کذاب ہے۔ آپ  
نے فرمایا کہ علماء کا فیاض دو باتوں میں ہے اول یہ کہ علم پر عمل نہ کری۔  
دوم یہ کہ جس بات کا علم ہو۔ اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی۔ اور  
کلام بلا معنی اور میں امر سے کہ رو کے جائیں بازنہ رہیں۔ اور یہ آپ نے  
انسیعیت رکھنا۔ اور بار کی نشانی ہے۔ اور شقاوت کی میں علا متنیں  
ہیں۔ اول یہ کہ علم حاصل پولو عمل سے محروم ہے۔ دوسری یہ کہ عمل  
کرتا ہے۔ مرا خلاصی سے محروم ہے۔ سسیم یہ کہ اہل عرفان کی محبت میں  
رکھاں کی تعظیم نہ کرے۔

اور فرماتا ہے کہ علم حرجان اور حمل حرج دیتے ہے۔ اور صدق امانیت اور  
حقیقیت اور قطعہ حقیقی صیحت ہے۔ اور سیہ شجاعت اور کذب عاجزی اور  
صدق و نتیجے ہے۔ اور مردی کی شخص کو چاہئے کہ ایسے شخص کی صیحت میں  
لڑ کر کے جگہ اس کو اداہ کریں۔ شریعت سے قبیل اور اس کی غفلت شواری  
یہ ہے۔ اس کے حال و احوال کی حفاظت کرتا ہے۔  
محبہ اللہ کے متعلق آپ نے فرماتا ہے کہ جو شخص کہ محبت الہی کی

شراب میتا ہے۔ اُس کا شہ بیوں مشاہدہ محبوب نہیں اُترتا۔ شراب محبت آئی کا شکر گویا وہ شرب ہے۔ کہ جس کی صبح مشاہدہ جمال محبوب ہے جیسے کہ صدق وہ درخت ہے کہ جس کا چل مشاہدہ وریاضت ہے۔

محبوب کے تین اصول ہیں۔ وفا۔ ادب۔ مرتوت۔ وفا یہ ہے کہ اس کی وحدائیت و فروانیت میں اتنی دل کو منفرد کر کے الفراود قلب حاصل ہتھے اور مشاہدہ آئی میں ثابت قدم اور اس کے نور ازیت سے انوس ہے۔ ادب یہ ہے کہ خطرات کی مراعات و حفظ اذفات اور اس طے اتفاقات کرتا ہے۔

مرتوت یہ ہے کہ قول و غیر صدق و صفا کے ساتھ ذکر اندیز اور ظاهر و باطن میں اغیار سے روگردانی کر کے سرالدین پیاثت قدم ہے۔ اور حالات آئندہ کی رعائیت کر کے حفظ اذفات کرتا ہے۔ جب بندہ میں یہ تینوں خصلتیں جمع ہو جاتی ہیں۔ تو وہ مدد و مصال یا نے لگتا ہے۔ اور اُس کے مقام سرمنی اکتشش استثنیات بھر ک مٹھی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ فک معرفت آئی و معرفت قدرت و صفات الہی کا رستہ ہے۔ اور اس کی حکمت و آیات اس کی نشانیں ہیں۔ اور عجل و فهم کو اس کی کندہ ذات دریافت کرنے کی مطلق طاقت نہیں۔ کیونکہ خدا انتیجا لی کی قدرتیں اور اس کی حکمتیں اگر تمنا ہی محدود و متہنس اور انسان کی عقل و فہم اور اس کے علم میں سما سکتیں۔ تو یہ عظمت قدرت آئیتے متعلق ایک قسم کا بہت بڑا نقشان ہوتا۔ تعالیٰ اللہ عن ذ المثل علی گیارا۔ اسی لئے اسے اڑاہی اور اسرار جہانی تکمیل پوشیدہ رہے۔ اور عقی و صاف و صفت کی طرف راجح ہوئے اور فتح اس کے اور اس سے قاصری اور ملک ملک میں دائر رہا۔ اور مخلوق اپنے مثل کی طرف راجح ہو کر اس کی تناسی میں سرگردان رہتے۔ ملادر جہاں طرف وہ زبان حال سے خدا کا نام پکار رہنے کے لیے تمام حقوق فرش

سے بوسن تک معرفت آئی کے راستے اور اس کی ازبیت کی کافی نہیں  
ہیں۔ اور تمام کائنات اپنی زبان حال سے اپنی کی وحدانیت کی کوئی  
فتنے رہی ہیں۔ سارا عالم معرفت آئی کا سبق ہے جس کے حروف کو  
وہی پڑھ سکتا ہے جس کو بعد اس کی طاقت کے اس کی بصیرت  
عطانی ہوئی ہے۔

الْأَكْلُ شَيْءٌ لَهُ أَبِيهُ  
تَدْلُجُ عَلَى إِنَّهُ وَاحِدٌ  
اور جس دل میں کہ شوق و محبت نہیں۔ وہ دل خراب و ویران ہے اور  
جس فہم میں کہ آب معرفت نہ ہو۔ وہ گویا بدلی بے آب ہے۔ اور خلق سے  
وختنے ہونا اپنے مولاسے مولی ہونے کی قبولی ہے۔  
آب کے فرمایا کہ اولیاء اللہ کے دل معرفت سے اور عارفوں  
دل محبت آئی سے اور اپنی محبت آئی کے دل مشاہدہ سے اور  
اپنی مشاہدہ کے دل فوائد سے بھرے ہوتے ہیں۔ اور احوال مذکورہ  
میں سے ہر ایک صاحب حال کیلئے آب ہوتے ہیں جنہیں وہ  
حرب محل بجا لاتا رہتا ہے۔ اور جو شخص کو انہیں نہیں بجا لاتا تو  
ہلاکت میں پر چھاتا ہے۔

## ایک الہام سافر

اور

مذاہب علم کی سیر  
(از نہوانا سید نذر الحق صاحب فارسی)

انسانی روح اپنے فطری جذبہ کی وجہ سے حقیقت علی لعنى خدا  
کی تلاش میں سرگردان و پرپیشان رہتی۔ بسا سی روح آب بدانیت کے  
لئے بقیر رمغی۔ عقل انسانی حمل و حلق کی نامیکی میں باوات کے  
پتھروں سے ٹھوکریں کھا رہی تھی۔ انسانیت کا چھوانتیں مدد حاصل کی

تھی یعنی انسانیت پر حواسیت غالب آ رہی تھی۔ انسان کی فضیلت اور اس کے درجہ اور امام و معاویہ کے طوفان بدعتیزی میں گم تھا۔ اور انسان عقل و ذہب ہوش و حواس اور اور اسکے احساس کے آلات سے بچنے جو اپنی اور ذہل زندگی پر ستر رہا تھا۔ لے کے اپنی فطری استعداد اور قوت و اقتدار کا مطلائق احساس نہ فھنا۔ اور اگر فھنا بھی تو اس کی تمام اور اس کی قوتوں مادوں میں صرف ہماری تھیں۔ کفر و شر کی تمام دنیا رچکردنی تھی۔ علمت کفر نے نورِ ہدایت کو دنیا سے نیت نابود کر دینے کی بھائیتی تھی۔ طاغوتی طاقتوں نے آسمانی باوشادہت کے خلاف بخافت کروی تھی۔ نفس امارہ کی زیر قیادت پرائیوں کی افول ج فاہر نے بیکیوں کو پیپا اور خلوب کر کے انسانی قبودگی زنجروں کو ٹھکرائے اور حصارِ مدرس کو یاں پاش کر دیا تھا۔ اور هر شیطان یعنی جو ازل سے اس بات کی ناتاک نہیں تھا۔ کہ آدمیان و معرفت کا وہ گورہ آبادار جو ابتدائے آفرینش میں حضرت حنون جبل علی شناخت نے عہدِ ربیت لیتے و قفت آدم کے سینہ میں رکھا تھا۔ اور اس کی حفاظت اولاد آدم کے سپرد کی تھی اسے جیسے بھی بن پڑے بنی آدم سے چھین کر لے ابدي جہنم کا خدار بنا فے اسی لعنتی نے اس موقعہ اور غنیمت سمجھا۔ نفس امارہ یا لھر کے بھیڈی سے ساز باز کی اور انہی ذریت کو لیکر نفس سے شر اکت کر لی۔ اہمیان والیقان کے قلوع کی اینٹی سے اینٹ بجا دی۔ اور گورہ اہمیان پر قبضہ کر لیا۔ خان قائنات کی صفت خالقیت کی شرعاً عیں عالم کو منور کرنے ہوئے چھیز قدرت اپنے کمال خالقیت کا اظہار کر رہی تھی۔ رب بے نیارنی ربیت کا عالم عالم امکان کو گوناگون نیکوں سے آراستہ کر رہی تھی۔ مادی کائنات اپنے ساز و سامان اور بخنی و ظاہر خواشن کے ساتھ ہر کل جسمانی کی پروش کیتے موجود تھی۔ عالمِ خلق کا ذرہ ذرہ انسانی خدمت کے فرائض سر اخراج فے رہا تھا۔ ہوا۔ بادل۔ آفتاب اور اس کی گیسیں سیارات اور میمع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ  
الْحٰمِدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْمُكَبِّرِ  
لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْمُكَبِّرِ  
لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْمُكَبِّرِ  
لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْمُكَبِّرِ

کرہ ارضی لپٹے فوائد اور قبیض سے مستفید اور مقتني اندوز ہو سیکا عام اعلان کر رہے تھے۔ خزانہ السموت والارض کے مدد کے لئے ہرگئے تھے کامیبات کا افراد اور عالم کی ہر جزو افغانستان کی مدد اور معاونت میں مصروف تھی اور اس کو پیغام عمل فریضی تھی۔ اور اس چرم و اخوانی کی تربیت و پرورش کیلئے خاتائق السموت والارض نے معاوکا اتنا غلط افغانستان ذمہ دھیوں کھلائی تھا جبکی کوئی انتہاء تھی۔ غرض یہ کہ حکمت بالغہ نے ہیکل جسمانی کی بقا و صحبت اور شودنما کیلئے محض اپنے فضل عیم اولطف کریم سے ہر طرح کے سامان انسان کے اور گردھپیلا دئے تھے۔ اور قدرت کے اس بھان غریز کے سامنے بیشمار نعمتوں کا دستر خوان بھجا ہوا تھا۔

میں نے مادہ کے اس عظیم الشان انبار کو دیکھا۔ ماں و مادر مختلف الوان والشکال کی صورت میں محفوظ۔ انواع و اقسام کے سامان حرت سے مستفید ہوا۔ اور ان تمام چیزوں کو بدرجہ اتمم موجود آیا۔ حن کی مجھے ضرورت اور نلاش تھی۔ قدرت کی اس بیشال فیاضی اور خاتائق کامیبات کی ان نعمتوں اور قبیض رسانیوں کو دیکھ کر ظہور ذرہ میں بدیکی طور پر محسوس ہو رہا تھا۔ میرے حواسِ حسوس و جد میں آگئے۔ میرے بدن کا کاروانِ روں سجدہ شکر بجا لایا۔ اور میں اپنے کو دون مین اور ناقص فہم کی وجہ پر جصلی ربت بے نیاز کو چھوڑ کر من مانے خداوں کی حمد و نعمت کے گیت کانے لگا۔

### عقل انسانی کا نورانی و عط

مجھے تھروں کے سامنے سر بجو و دیکھ کر میری عقل نے ایک مخفوک رسیدی۔ اور کہا۔ کہ اونچ اندیش۔ کوتاہ فہم اور نمک حرام انسان اکما کر لے رہے۔ اپنے آقا کو چھوڑ کر غلاموں کو سجدہ کر رہا ہے۔ خود آقا بوکر اپنے غلاموں کا بندہ بنتا ہے۔ ماں و مادر کی نظر و بیویوں سے سحور سوکر اندہا بتتا ہے اور ان پر قناعت کر کے اپنی پیلا ایش کے مقصد کو فراموش کرتا ہے۔ کیا تو فہیما میں صرف اس لئے آیا ہے۔ کہ ان مادوں دل بھلانا ہے۔ اور

جو اپنی زندگی پس رکرتا ہے۔ کیا تو ایک بیکار پھر سمجھ کر نہ ان عدم سے عالم طبیور کی طرف لڑتا کہا دیا گیا ہے۔ اگر تیری بیدائیں کہا کوئی خاص مقصد نہیں تیری خلقت کا بھی نہ تھا ہے۔ کہ تو ان ما دوں سے چیلتا رہے تو تجھے نہار درجہ بہتر اور اشرف وہ جیوان ہیں۔ جو لپٹے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ لپٹے مالک کے فرمانبردار ہیں۔ اور اس کے اشاروں پر حرکت کرتے ہیں۔

یاد رکھ کہ تو دنیا میں اس لئے آیا ہے۔ کہ ان شیوں مختلفہ میں معبوٰ حقیقی کے جلوے ڈھونڈے۔ اس مادی ذخیرے میں محبوب حقیقی کی تلاش حسبت جو کرے۔ اور عالم خلق کے ذرہ ذرہ سے لئے سید کرنے والے کا پستہ پوچھے اور حقیقت کا پستہ پاکر کہت لگنا اخفیاً و اے معنوں کو اپنا دل و جان نذر کر دے۔ صرف اس کا ہو ہے۔ اور سب کو بھلا فے۔ اوبے بصیرت انسان اور درگاہ خداوندی سے بھکرا ہی ہوئی عقل ان ما دوں کے دیکھائے کمال میں جہاں ک تیری بیلاۓ مقصود اسی محل میں ہے۔

اگر تجھے میں اتنی الہیت نہیں۔ کہ ان ما دوں میں معبوٰ حقیقی کو تلاش کر سکے۔ تو اپنا صحیفہ فطرت کھول کر اس کا پورا پورا پستہ دیکھہ سے اس پر چھتہ پتہ توحید کامل ہے۔ جو تیری فطرت میں ممزوز و مرکوز ہے۔ جس کی تلاش جس تجویز ارض منصبی ہے۔ جس کے بغیر اخلاقی اور روحانی زندگی کی حال ہے۔ بخات ناممکن اور مذہبِ عالم کا تمام سلسلہ بیکار ہے۔ اور جس پر انسان کا کمال مختصر ہے۔ اُنھیں حقیقت اور توحید کی تلاش کر۔

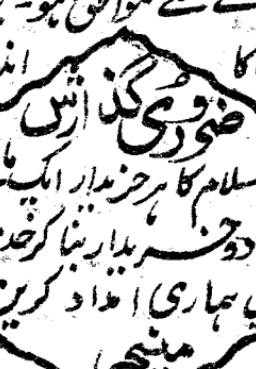
کم بھت ان ما دوں کو بیکار کیا کر بخا۔ یہ تیرے کس کام کے۔ اور ان کنکر پھروں میں کیا رکھا ہے۔ تیرے جسم کے لئے تو فیاض قدر نے سب کچھ کیا ہے۔ گوشت کے لوپھروں اور لہلوں کی پورش کیا ہے۔ پچھا مان ہے گر قدرت کے اس مادی ذخیرے میں خود تیرے

لئے کیا ہے۔ تیرے اس گوشت پورت کے ڈھانچے کیلئے تو سب کچھ ہے۔  
حقیقت کے تیرے جو نہ تک کے لئے پاش ہے۔ مگر تیرے سیاہ دل کیلئے  
بھی کوئی پالش ہے۔ جو تیرے دل کو جلا دے۔ اور فطرت کو چھپتا فے۔  
تیرے جسم کے ڈکھ اور درد دُور کرنے کے لئے حکیم اور بیشمار دوائیاں  
ہیں۔ مگر نیزی روح میں جو کاشاڑا دگا ہوا ہے۔ اور تیرے دل میں جو روگ ہے  
اس کا علاج اس مادی ذخیرہ میں کچھ بھی نہیں۔ عین و آرام اور سرور  
ونشاط کے بھوکے کیوں مادیات کی کمپڑ میں دہنس کر اپنی قوت پرواد  
کھوتا ہے۔ اور کیوں جواہر ریزوں و حقیقت کے موتن کی تلاش چھوڑ کر  
خرف ریزوں سے اپنے دامن کو بھرتا ہے۔ جردار اس نہ را لو اور  
ہلاکت آفسر ہواد کے نزدیک مت حانا۔ اس نظر فریب سامان نشا  
میں دکھ۔ درد۔ تکلیف اور بصیرت کی آگ بھری پڑی ہے۔ جو تیرے  
دل و جگہ کو حلا دے گی۔ یہ جو تیرے چاروں طرف مواد کے ذخیرے  
پھیلا دئے ہیں۔ ان میں نیزی ذات یعنی روح کے لئے کچھ بھی  
نہیں۔ اس مادی ذخیرے میں جتنی چیزیں ہیں۔ ان کا تعلق ضرورتی  
ماوہ جمدی سے ہے۔ مگر تیرے گوریاں کو خیس بے بہاموتی کی تلاش  
جستجو ہے۔ وہ ان تاریک اور ظلمانی ڈھیروں میں نہیں مل سکتا۔  
میں نے گوش ہوش عقل یا نورانی و غطستنا اور بصیرت و فطرت کو  
چمکا دئے وائے تمام الفاظ تیر و نشتر نیکر دل و جگہ میں آتے گئے۔  
حوالہ درست ہوئے۔ روح بھڑپڑا ہی۔ فظی سعادت نے دست  
گیری کی اور میں مادی ذخیرے کو ٹھکرا کر تلاش حقیقت میں جل کھڑا ہوا۔  
میں حقیقت کی تلاش میں سرگردان تھا۔ ہندستان کی چاروں بیوای  
سے ویدہمارا ج کی قابل تغییم اواز بلند ہوئی۔ کھڑیں طلبگاران ہداہیت  
منڈل شیان فور مفلح اور جویاں حق و صداقت ادھر میں اور میرے  
روحانی چیزیں سے سیراب ہو کر استیکن و طہانت حال کریں۔ اور میرے  
احکام کی پروپری کر کے ابدي بیخات پائیں۔ میں یہ آوز سنکر پرانہ دوڑا۔

گوہ مخصوصہ کا پتہ مل گیا حقیقت کا سارخ پایا۔ فرط عقیدت سے بیفراہوک وید  
مہماں جس کے قدم چشم لئے اور ہمہ تن منوجہ ہو کر ان کی دعوت ہائیت تھتے  
لگا۔

## دیوالی کی تعلیم

میں اگنی دیوتا کی جوہر کا طیار کر کر کن اور دیوتاؤں کو نذریں پینچانیوں والا اور بڑا  
ثروت والا ہے۔ مہماں کرتا ہوں۔ ایسا ہو کے اگنی جس کی مہماں قدم اور  
زمانہ حال کے رشی کرتے چلے آئے ہیں۔ دیوتاؤں کو اس طرف متوجہ کر کے  
لے اگنی جو کہ دلکڑیوں کی باہم رکڑ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس پاک کنجھے ہے  
کہ پر دیوتاؤں کو لا۔ تو ہماری جانب سے ان کا بلا نے والا ہے۔ اور  
تیری پرستی شہقی ہے۔ لے بے عیب اگنی تو مخملہ اور دیوتاؤں کے  
ایک ہوشیار دیوتا ہے۔ تو اپنے والدین کے پاس رہتا ہے۔ اور ہم اولاد  
عطایا کرتا ہے۔ تمام دلوں کا توہی سچتے وala ہے۔ اگنی کا مبارک نام  
لیکر پکارو۔ جو کہ سب سے پہلا دیوتا ہے۔ لے اگنی سرخ گھوڑوں  
کے سواہی۔ ہماری استت نئے پر گن ہو۔ ۳۴ دیوتاؤں کو بیان لا۔  
لے اگنی جس کہ تو سے لوگ اپنے گھروں میں تجھے سے محفوظ حجکہ میں  
ہمیشہ روشن کرتے ہیں۔

لے اندر لے والو! یہ راگ تمہارے واسطے چھیرا گیا ہے۔ ہمارے  
واسطے کھانا بیکر ادھر آؤ۔ لے اندر جس کی سب استت کرتے ہیں  
ایسا ہو کے سچتے وائے سوم کا رس تیرے میں سرائیت کرے۔ اور  
تجھے فرم رتھا صل کرنے کے لئے موافق ہو۔ جو چھ عمدہ تحریفیں دیوتاؤں  
کی سو سکتی ہیں۔ ان سب کا  ضروری کند ارش سرسر ہیں۔ خواہ طرائی میں  
اندر کا وصیان کئے۔ ایسا کند ارش سرسر ہیں۔ خواہ طرائی میں  
یا خصول رسالہ نبی ﷺ کا بر حرمدار ایک ماہ کے اندر سر اولاد کیستے  
اور عالمی چون کم از کم دو حصہ بیان کر خدمت اسلام کے فہمے  
طاب ہیں سب کی سرسری میں ہماری ارادہ کریں۔ آگزو پر ہو کریں۔

لے سورج اور لے چاند ہماسے مگ کو کامیاب کرو۔ اور ہماری قوت زیادہ کرو۔ تم بہت آدمیوں کے فائدہ کئے فاسطے پیدا ہوئے ہو۔ بہنوں کو تھنا رہائی آسرا ہے۔ لے چاند اب ہمیں تمہت سے بچا۔ گناہ سے محفوظ رکھ۔ ہمارے توکل سے خوش ہو۔ ہمارا دوست ہو جا۔ ایسا ہو کہ تیری قوت زیادہ ہو۔ لے چاند تو دولت کا بخششے والا ہے۔

جل دیوتا کو جس میں ہمارے مولیشی پانی پیتے ہیں بلانا ہوں۔ اور دیبا جو بہ نہ ہے ہیں۔ ان کی نذری چڑھانی چاہیں۔ ایسا ہو کہ جل جو سوچ کے قریب ہیں۔ اور وہ جو سوچ کے شرکیں رہتے ہیں۔ ہماری اس دیت پر مہربان ہوں۔

لے دہراتی دیوتا ایسا ہو کہ توبہت و سبع سو جائے۔ تجوہ رکانٹے نہ رہیں۔ اور ہمارے رہنے کی جگہ سو جائے۔ اور جیسی بڑی خوشی نے ایسا ہو کہ درونا دیوتا ہمارا خاص مہربان ہو جائے۔ ایسا ہو کہ متراد دیوتا ہماری ننگہ بانی کرے۔ ایسا ہو کہ یہ دونوں ملکر ہمیں دولت مند کریں۔

لے شتری دیوتا اور تیری بی بی بیگ کے دیوتاؤں تے ہماری سنو۔

لئے حشا، ریڑ و بیر کی جند شرتیاں ہیں۔ جو بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں۔ ورنہ اس قسم کی ہزاروں شرتیاں ہیں جن تھیں نسبت بجاے آریہ بھائیوں کا عقیدہ ہے۔ کہ ان میں توحید کی تعلیم دی گئی ہے۔

میں نے یہ ما دیت میں وہنسانیوالا۔ دیوتا پرستی۔ اشتراپتی۔ اور ستارہ پتی کے چاہ ضلالت میں وحکیلیے والا۔ کفر و شرک سے ملوث کرنیوالا۔ اثاث کے شرف و مجد کو خاک میں ملانیوالا اور اس کو ازدیل اخْلُوقَۃ اور ذلیل و خوار بانیوالا و عظُمَۃ اور کچھ ما ثراث حاصل کئے خوش ہمیں اور کور ذوق کا حق پوش عنبار عضل ریغالت آگیا اور قریب خاکہ اس کے بلند بانگ دعووں اور ہمایت نما بیوں کی نظر فرمیوں سے مسحوب کر اس کا حلقة اطاعت زیب گلوکروں۔ کہ اتنے میں فطری سعادت نے ایک چانٹا بید کیا اور کہا۔

**فطری سعادت کا بصریت اور خطيہ**

کبخت جس آگ سے بھاگا۔ بھروسی آگ میں گرا چاہتا ہے۔ یاد رکھو تو قدرت کا غیر نہ تن مہمان اور اشرف الخلقفات ہے۔ یہ جو کلک قدرت کی گلکا کاربیاں اور حکمت بالغہ کی قسم کی بوقلمونیاں نواپنی آنکھوں سے دیجی رہا ہے۔ یہ سب تیری دلچسپی اور خاطرو مدارات کا سامان ہے۔ تمام کائنات اور اس نے مخفی و ظاہر خزانہ تیرے اور صرف تیرے لئے ہیں زمین و آسمان میں جو کچھ ہے سب تیرے کے مفتور و متاخر ہے۔ اور ہوا۔ بادل۔ آفتاب اور اس کی گیس۔ ماہتاب اور تمام سیارات تیرے ہی خادم ہیں۔ سیاہ بھی ہے کے کوتاہ فہم انسان خادموں کے سامنے ستر بوجو دیوتا ہے۔ مخدوم سوکر خادم نبنتا ہے۔ آقا سوکر غلامی قبول کرتا ہے۔ اور ایسے عز و شرف میں طہہ لکھا کر ایسا نت کامنہ جڑتا ہے۔ کہتا تو اس تعلیم پر ایمان لا کر احلافت اور روحاںی والدگی چاہتا ہے جو آتما پر ما تم اور پر کرنی کی مہمی شکلیت میں پہنا کر تین خداوں کو منوائی ہے۔ جو حقیقت اعلیٰ کو ارادل ترین تصور میں پیش کرتی ہے۔ اور اسکو محض ایک کار بگیرنا بت کری ہے۔ جس کو ایک بھی بنانے کی بھی قدرت نہیں۔ اگر خدا بخوبی دستہ کہیں اس القلب انگلیز زبان سے متاثر سوکر روح اور مادہ پر ما تم سے سوراج طلب کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ تو عجب و نسبی کا منتظر ہو۔ کیونکہ پر ما تم کو کوئی ایسا سلط و اقتدار حاصل نہیں۔ جو سرشن روح اور مادہ کو قادر میں رکھ سکے۔ اور نہیں اسے یہ حق حاصل ہے۔ کہ کسی امر طویلیں کے ذریعہ ان کو دیاسکے۔

اور کیا تو اس غیر فطری تعلیم کو مان کر طالب نجات ہے جو باع غالم کی اندر اربع و اقسام زندگیوں اور غیص رسانیوں کو گناہوں کا نتیجہ تبلیغی ہے۔ اگر تو نے اس تعلیم کو مان لیا۔ اور برجات حاصل کر لی۔ جو وہیں کی تعلیم کی رو سے قطعاً تامم کن ہے۔ تو صرف نو اہم پر ما تم ارسنگا۔ نزی کوئی چیز نہ ہو کی۔ نہ یہ دنیا ہمیگی۔ نہ اس کے الام و انوار اور انجویہ طنز

اس راست پر نہ تمام نظام کا سیاست درست بہم ہو جائے گا۔ اور ماویات کا مکمل نہیں  
ذخیرہ ہے میں تو کیونکہ اپنا مصلحتی مقصد فوت کرنے والا اختیار سب  
کافور ہو جائے گا۔ کیونکہ فرماندا کو کوئی یا پی روح بیکی اور زندہ منظہ ہمارے  
کے کسی قابل میں ڈھان سکیے گا۔

حقیقت سے سے بے خبرانسان! تو حسنجات اور روحانی زندگی کا  
مستدشی ہے وہ ہاں کہاں کیوں کامہ وید کی رو سے مدد و عمل کیتے  
غیر محدود و جزا نہیں تسلکتی۔ انسان ہمیشہ جو شکون میں مرستہ ہے  
اور ماویات کے پھرول سے ٹھوکریں کھاتا رہے گا۔ وہ ایک کوہ ہو کا  
ہیں ہے جس کا کوئی مستقر اور کوئی مزکر نہیں۔

فطی سعادت کا یہ بصیرت اور وعاظہ میرے حق میں تازیہ نہ  
عمرت ویلخت ثابت ہوا۔ اور میں وید مہار ارج کی تعلیم کو منتظر امداد از  
کے بھرپور لاش حقیقت میں حل کھڑا ہوا۔ میں خیالات کی اکشافیں من  
پیشان تھیں حقیقت کا متملاً سیش تھا۔ بجا ت کا طالب اور آب دادت تے  
نے بقیر رجھا کہ اتنے میں اچھتا اور اپورا کے خاروں سے آواز آئی۔ اور  
کے فطی گناہکارو! آدم کے ناپاک بیٹو۔ اے بجا ت کے خواستگارو! اور  
کے آب بیانیت کے معتدلا شیو! ادھر آؤںہ اور حضرت سیح علیہ السلام کی  
شفقت اور بہایت نامی کو ملاحظہ کرو۔ کہ بنی آدم خوبصیرت تے بھرپور  
پیمان میں ڈبکیاں کھا رہے تھے۔ ان کو کفارہ کے سفیہ میں ٹھاکر  
ساحل بجا ت پر پھوادیا۔ ایسے مقدس خون سے جنم کے شعلوں کو  
ٹھنڈا کر دیا۔ اور خود کو سوئی پر چڑھا کر گناہکاروں کو دوزخ کی آگ  
تے سے بچا لیا۔

میں نے اس آواز کو ٹھنڈے دل سے سننا۔ اور خون کیا۔ کیونکہ  
یہ آواز حضرت علیہ السلام کی طرف مسوب تھی جس سے میرے کافی  
ایک حذکر مانوں تھے۔ اور جس سے میری روح کو ایک خاص  
تعالیٰ تھا۔ کیونکہ پیارے پیارے بھی نوجوان کو آب بیانیت و محرفت پلاسٹی

آئے تھے۔ مسیحی مطلب میں ضرور میری روح کا دُکھ درد دُور ہو گا۔  
پیاسی روح نہ کین پانے گی۔ اور مجھے بخات کاراستہ مل جائیگا۔  
میں اس حسن عقیدت کو سینہ میں لیں کر انجلی مقدس کا درس سننے لگا۔

## انجلی کی تعلیم

مبارک میں پاک ول۔ مبارک میں روح میں غری کو محسوس کرناوار  
کیونکہ آسمان کی باشتہت آن کے لئے ہے۔ (معلوم ہیا تو حضرت مسیح  
کی تعلیم کے مطابق مسلمان ہی بہشت میں جائیں گے۔ اور عیسیٰ بجودِ مند  
ہیں اور جن کی سرایہ داری اور موس ملک گیری ضعیف و مکروہ اوقام کو ہر پ  
کئے جا رہی ہے۔ تھجھے رہ جائیں گے) مبارک ہیں رحمٰل کیونکہ ان پر حرم  
کیا جائیگا۔ مبارک ہیں صلح کرنے والے کیونکہ وہ خدا کے بیٹے  
کہلائیں گے۔

خدا نے ہم سے محبت کی اور ہمارے گناہوں کے کفارہ کے لئے اتنے  
بیٹے کو بھجا (یوحنہ ۱:۱) اس کے بیٹے یوسع کا خون ہمیں تمام گناہوں  
سے پاک کرتا ہے (یوحنہ ۱:۲) مسیح ہمیشہ کیلئے گناہوں کے حوض ایک  
ہی قربانی گذران کر خدا کی دہنی طرف جا بیٹھا (عبرانیون ۱۰:۱۰)

اور وہی ہمکے گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور نہ صرف ہمارے ہی گناہوں کا  
بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کا (یوحنہ ۴:۳۶) بیٹے اس تحریک شدہ تعلیم کو سنا اور حسب  
ذلی سوالات کی کشمکش میں چنس کر عقل کو جواب دے بیٹھا۔ کیا خدا کا  
بیٹا بھی ہے۔ اگر اس کا بیٹا ہے تو نعم ذبیح بالله خود اس کا باب کون ہے اور  
اگر یہ بات صحیح ہے۔ تو چہ اس کا کیا مطلب "ہمیشہ کی زندگی یہ ہے۔  
کہ وہ تھجھے خدا نے واحد اور بحق کو اور یوسع مسیح کو جسے تو نے بھیجا  
ہے جائیں"۔ (یوحنہ ۱۶:۳ آیت)

**صلوٰت علیٰ وآلہ وآلہ وسَلَّمَ**

ختم کریم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اور کچھ صلح کرنے والے بھی خدا کے لئے کھلانے چاہیں۔ مگر فخر تو صرف مسلمانوں کے حصہ میں آئیگا۔ کیونکہ وہ فقط نہ امن پسند اور صلح جو واقع ہے ہیں، بے عجب تماشہ ہے۔ کہ شخص واحد خدا بھی کامل اور سنبھال بھی کامل۔ عبد و معبد دونوں کا مظہر احمد یہ اجتماع الصدین کیا۔

اگر خدا کے عادل میرے گناہوں کا کفارہ پہنچائے کو سولی بڑھا کر کرایے۔ اور میری نجات کی صرف بھی اونکی سبیل ہے سنو وہ قدوس عاذل اور حیم ہیں۔ یہ عجب انصاف ہے۔ کہ کرتے دار الحی والا اور کپڑا جاتے موجودوں والا۔ بہی عقل و دلش باید گرست۔

کیا میں سیدا بیشی گناہکار ہوں۔ اگر ایسا ہے تو میں مخلوق کی بدترین چیزوں۔ حالانکہ انسان اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے۔ یہ تو میری سخت قوہیں اور تہک ہے جس کو میں کسی صورت گوارا نہیں کر سکتا۔

بیس اخلاقی اور روحانی زندگی چاہتا ہوں۔ وہ یہاں بھی ناممکن نظر آتی ہے۔ کیونکہ بیشی کے لئے میرے گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ اب تو دنیا میں گناہوں کا وجود ہی نہیں۔ اگر میں عیسیٰ ہو کر زندگی رند کروں۔ تو تو فی رہنمی ہرچیز نہیں۔

ان معموں کو حل کرنے سے خود ناجیل اور اس کے متبعین اور میری عقل نے صاف جواب دی دیا۔ اور مجھے یونہی اک جال میں بچنا شہنے دیا۔ بالآخر میں نے اس تعلیم کو مانتے سے بھی انکار کر دیا۔ کیونکہ فقطی سعادت کا وعظ قدم قسم پر میری دستیگیری کر رہا تھا۔ اور مجھے ھٹکروں سے بچارا بچھا۔ عرض اسی طرح میں عرصہ دراز تک زندگی کی ایک لگاتار اور مسلسل کشاوری میں بٹنلارہا۔ نصب العینوں کے خیالات کے اختلافات سے پریشان ہوایا۔ رسمیہ اور شعائر اجتماعیہ کے تناقص سے نالال اور ناقص تصوڑات سے محضنفر رہا۔ کبھی ذات پات کی رنجیوں میں جکڑا گیا۔ کبھی خواص و امراء کی یاستوں لیعنی افلاطونی اور ارسطوی تصوڑات میں گھوما۔ تجویی رعنیوں۔ ناگیوں۔ میوبوں اور پوپ پادریوں کی خدمت گذا بیوں کیسے اپنے آپ کو وقف کیا۔

اور بینہ اقتدار اور پاپائی جزو استیاد کے سامنے سر جو دنواں میں  
بیگنوں اور بیراگوں کا علام تھا۔ یوگ چخلی - انز عجاف - اور رکنیت کے بتاؤ  
کوڑا - کبھی اوتاریت - گلوکیت اور رذیقیت کی فضاؤں میں  
محجور پڑا۔ فیشا غوریت - اشناد طویل - ویدیت - سہدویت -  
بیوویت اور عیسا نیت کی تھوں میں گھسنا۔ غرض فلاہب عالم کی  
خوب خوب بچھان بنن اور دیکھ بھال کی۔ مگر وائے بذقستی کہ کہیں بھی  
درست صمود ہاتھ نہ آئی۔ کسی نے بھی بجا ت کا صحیح رسم نہ بنتا یا۔ کسی نے  
رذیقیت سے آگئے نہ بڑھایا۔ کسی نے تصور خدا کو صحیح ہنوز میں نہ  
بیٹھایا۔ کسی نے بھی میری روح کی بھوک پایا اور ضرورت دُور نہ ہی۔ اور  
دنوں اسفل السافلین کی پرخار وادیوں میں سرگ نہ نہ وجران پھرنا رہا۔

### اصناف ائمہ کا طبق

بالآخر میرے صلی اللہ علیہ وسلم ائمۃ کی رویت کا ملہ کا خود ہی انتظام ہوا۔  
مشتیت ایزوی میں بخراں سوئی۔ دریائے حبت جوش میں آیا۔ مادر  
دنیا سے ضلالت کو ہالیکیا۔ یعنی باعث اجاد عالم اور زنیت کون و  
مکان آئے۔ لڑکے و نین اور سقیرِ دل کی تسلیم آئے۔ سراج  
منیر اور سیکھلہ آئے۔ اور اس جاہ وجہاں اور انوار و بجلیات کی سماحت  
آئے کہ سبتوں روئے زمیں کے اوندھے ہو گئے۔ کفر و شرک کی تاریخی  
دُور ہوئی۔ اور حنیف سر پا نور ہوئی۔ صحیح سعادت کا نظور ہوا۔ اور کوہ فاران  
برشکت طور ہوا۔ افق فاران سے آفتاب نبوت نے طلوع کیا۔ جس نے  
روحانی کامیات کو بُقْحَنَہ نور بنایا حتیٰ کہ مادی کائنات تک کی مادیت  
کو پوچھائیت سے بدیل کیا۔ اور قلوب انسانی کو نور و حرفت سے بھر دیا۔  
یعنی بیوں کے سترانج۔ صاحب میراج۔ رسول محترم۔ بنی اکرم محمد  
مسنی طفیل احمد مجتبی اصلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قدوم میتیت لزوم سے  
کون و مکان کو زنیت جیشی۔ اور میں بے اختیار پکار اٹھا۔

بدرگاہ ذی شان خیر الاسم شفیع الوری مرجع خاص و عام  
بصدق عجز و مثت بصدق احترام یہ ترتیب ہے عرض آپکا اک علام  
کے لئے شاہ ولادک عالی مقام

طہیر ہے مدینہ حرمہ رکعت مقصود لازم ہے کروں جائے میں اب ناصیہ سائی  
صدق شکر کر اپنا بچھے فرشتے ہیں حضرت بُوہی ہوئی تقدیر کی اب خوب بن آئی  
میرے دل نے گواہی دی کہ گوہر مقصود مل گیا۔ اور اسی خوشی میں  
عقل نے یہ ترانا کایا۔

دل کی جنت آہ یہی ہے عشق کی جنت آہ یہی ہے  
اصلی ثروت آہ یہی ہے حق کی رحمت آہ یہی ہے  
ویکھما نظر اور جسم نے تمہارا

غرض دنیا کے باوٹی انظم اور کائنات روحانی کی روح مکمل والے  
آقا آئے۔ اور میرے نے "اِمْنُوا اَوْعَمِلُوا الصَّلَاةَ  
تَخْفِي اَوْبِرِي مُسْتَقِيلٍ بُو شاندار بنانے کے نے "اَجْرٌ عَنْهُمْ نَهُونَ"  
کا پیغام لائے۔ میرے زخمی اور سیری اور دل کے نے "اَلَا مَذْكُورُ اللَّهُ  
تَطْعِينَ اَنْقُلُوبِي" کام ہم اور میری محو کریں کھافی ہوئی عقل کے  
لئے حقِ الفسلکمُ اَفْلَأَ تَنْصُرُهُنَّ" کی پیش کیا۔ میری خلقت  
کی عرض و نایت و مَا خَلَقْتُ اَخْنَ وَالَّذِي نَسَ اَللهُ لَمْ يَعِدْ وَنَّ" بستدای۔ اور میرا نصب العینِ لِيَنْلُوكُمْ اَمْلَکُمْ اَخْسَنْ تَحْمِلُو" قرار  
دیا۔ میں حصیت کی کھڑک سے لست پیت اور طویل سفر سے ٹھکانہ دھا  
مجھے دریاۓ سعادت کے پانی سے غسل دیا۔ اور "وَلِبَاسَ الْمَقْوَى  
ذِ الْكَّ خَيْرٌ" کا زرق برق بیاس فاخرہ پہنا کر میری شان کو دو بالا  
کروتا۔ کمر سے اشرف الحنوفات کا پیٹکہ باندھا اور سر پر  
فاذ تخلی فی عبادی" کا تاریخ رکھا۔ میں بھوکا نھا مجھے صوم و صلوٰۃ اور  
محروم و زکوٰۃ کے کھانے کھائے۔ میں پیاسا ساختا۔ مجھے سے وحدت اور

شریت معرفت سے سر اب کیا۔ اور بھر لیں گے لئے مقصود کا ویدار کر اکر  
مسند "احسن تقویم" پر مشتمل کر دیا۔ اور دین و دنیا کی سفرازی ہنپ دی۔  
۵ سات پر دوس میں چھپا بیٹھا تھا حسن کائنات  
اب کسی نے اس کو عالم آشنا را کر دیا  
نیز مجھے خلیفۃ اللہ اور نائب خدا ہمہ را۔ عالم کے بست و تباہ کے  
انتظام و انضمام اور خزان ارضی کی تجیاں جھنگت ہیں غرض مجھے ہرچ  
اور ج کمال پر بیجا و ماہ

آدمیت کا عرض سامان مہیا کر دیا  
اک عربی آدمی کا بول بالا کر دیا ا  
صلی اللہ علی جیسیہ محمد والہ واصحابہ وسلم۔

(ذوقیارو)

نذر اختن عقی غہ

## کوہیت کارکردگی

(اذ منوی عطا محمد صاحب اعزازی مبلغ و رکن فریاد نصرا بجزیرہ)  
مورخ ۲۱ ماہ محرم کو شہر فروکر کے نام مسلم جلسے میں شرکت ہوا۔ یہ جلسہ ہمار  
علاقہ کی اس خاموش جماعت کی طرف تھا۔ جو عرصہ ایک سال سے  
نہایت تنظیم کے ساتھ پورے اخلاص سے کام کر رہی ہے۔ اور غالباً اس  
کا ذکر میں نے آپ سے کیا بھی تھا۔ اس جماعت کا نقصان عظیم مسلمانوں  
کو بھارت کی نزعیت دلانا اور مفلس و کلاسٹ بنانے والی رسوات سے  
بچانا ہے۔ اخلاص میں حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ عمداء بھی خاص تعداد میں  
آگئے تھے۔

بے پہلے سید اشرف حسین شاہ صاحب سکنہ درہ سعیل خان نے  
مواعظ حسنہ سکولوں کو محفوظ کیا۔ اور اس بعد اس خاکسار (عطاطجر) نے

حکم کریت  
کے لئے سید محمد امیر و صاحبہ عصیت الحمد للہ  
جیسا کہ پڑھیں اسی زمانہ میں بزرگ خیثت الحمد للہ  
سید جباری اسلامی نسبت

جلسہ کے اغراض میں صدر کوچھ بیان کیا۔ اور میرے بعد مولوی محمد ویرا م صاحب نے جماعت کی امسالہ سالانہ کانفرنس کی روئیز ادا نہیں۔ اور فرمایا کہ اللہ نے فضل سے ہماری پیغمبر و مختار نے بہت تجویز بیداری پر میدا کر دی ہے۔ اس علاقہ کے اندر جہاں پہلے ایک دو کان مسلمانوں کی نہ تھی۔ اب پہلی دو کانیں بن گئی ہیں۔

اہن کے بعد انہوں نے جماعت کی مسامعی سے پیدا شدہ دو کانوں کی ایک طویل فہرست پیش کی جس کو اس وقت قلمبند نہ کر سکا۔ اور اس وقت باونہیں جو یاد ہیں۔ وہ جب ذیل مرقوم ہیں۔

۱۰، شہر ڈیرہ۔ میں متعدد دو کانیں ہیں اور یہ قسم کا سودا مسلمانوں سے ملکتائے ہے۔ علاوہ ازین ڈیرہ جاڑہ کی ۷۲ لاکھ ایک جنس مسلمانوں کے پہنچانے کا تھوڑی فروخت ہوئی ہے۔

۱۰، چارہ	۲ دو کان	(۱۱) آٹھ ایک دو کان
۱۱، شہر ڈیرہ	"	(۱۲) سچوکہ
"	"	(۱۳) عظمت خالہ
(۱۴) دارہ	"	(۱۵) صابہ
"	"	(۱۶) کوٹ السار
"	"	(۱۷) درگان خالہ
(۱۸) ٹھٹھے حبیبال	"	(۱۹) طالکی
"	"	(۲۰) فیض چوپ کہ
(۲۱) کوٹ گل جدید	"	(۲۲) گنگو
(۲۳) کوٹ گل تقدم	"	(۲۴) بلند علاقہ تخل متحدد دو کانیں
۱۰، فروکہ شہر ہم دکان		

مسلمان تجارت سے رہن قدر دُور جا پڑے ہیں۔ کہراوران ملن اسے ابھی قادریت نصور کرنے لگے ہیں۔ چنانچہ جب کوئی مسلمان تجارت کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔ تو یہ سخت برادر و خشنہ ہو جاتے ہیں۔ اور یہ مکن ذریعہ سے اس کے آزار کے درپی ہو جاتے ہیں۔ اسی بنا پر ہماری اس جماعت کے خلاف بھی حکام بالاتکہ استعمال کرنے لگئے

گئے اور سچاری اس پر امن اور منجان مریخ حالت کو نہایت مہب شکل میں دکھا کر رہا تھا بت کرنے کی کوشش نیگئی ہے۔ اور کی جا رہی ہے۔ کہ ہم بڑے مقدس ہیں۔ شاید اسی وجہ سے جناب سب انکی طرف صاحب تھا ساہی وال میرے جلسہ میں قیام استقامہ کے نئے تشریف لائے تھے۔ مولوی محمد و رام صاحب تے بعد مولانا عبد العلی صاحب نے تقریر فرمائی تھی۔ مگر وقت کی تسلی کے باعث صاحب صدر (مولانا الیخیث صاحب) سکنه ڈریہ جاڑہ کے ایسا واجائز سے چھپی خاکسار کھڑا ہوا۔ اور مندرجہ ذیل فرار دادی مشرح طور پر پیش کرتے ہوئے اتفاق رائے سے پاس کرائیں۔ اور جلسہ ختم ہوا۔

**دالف** مسلمانوں کو کسی غیر مسلم ہاتھ کی بنی ہوئی خود فی گلبی اشیاء ہرگز استھان نہ کرنی چاہیں۔

رب، مسلمانوں کا یہ جلسہ شاردا امیٹ کو داخلت فی المذہب فرار دیتا ہے۔ اور گوئنٹ سے اہل اسلام کے حق میں اس کی ترمیم کا خواہاں ہے۔ اور بصورت اس کے نافذ العمل ہو جانیکے ہم ہرگز اطاعت نہیں سر سکتے۔ درجہ، مسلمانوں کو اپنی تجارت ایسے ہاتھ میں لے لئی جا ہے۔ اور سو ماں قبیحہ کا سختی سے مقابلہ ہر کے خلد نہ ان کا قلع قبح کیا جائے۔

موسم ۲۹ محرم کو اپنے مقام پر مندرجہ ذیل حلال خوروں نے اخفر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

گانمہ۔ سوائی۔ سبکھو۔ وریام۔ جہانہ۔ نورائی۔ گھلائی۔ سہاگی۔  
العارض۔ عطا محمد متبغ و رکن حزب الانصار  
از کوت الدیدار

## جیات حضرت روح علیہ السلام

راز فاضی مولوی محمد عبد اللہ صاحب علوی)

مرزا صاحب قادریانی نے اپنی صداقت کی مدار مستلمہ جیات روح پر

رکھی ہے۔ اور تمام مباحثات کو فروعات سے گناہے چنانچہ مجموعہ انجام آئتم مکتوب عربی صفحہ ۳۴۱ میں لکھا ہے۔ بحث حیات و وفات عیسیٰ علیہ السلام اصل مقام دریں مباحثات است۔ پس ہرگاہ کہ ثابت شد کہ ما در اصل بحث بجانب حق ہستم پس در فروعات بحث نہ نہاد۔ پس مسئلہ ذکور کے تصفیہ کے لئے ذیل میں ہم چند وجہات درج کرتے ہیں۔ ناظرن بعد ملاحظہ انصاف فرماؤں۔

۱۱، مرا صاحب خود لکھتے ہیں۔ مسیح کے نزول عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے۔ کہ ہماری ایمانیات کی کوئی جزو یا یہاں سے دین کے رکنوں سے کوئی رکن ہو۔ (ازالم اوہ مطبع اول صفحہ ۶۷) ۱۲، ہم کہتے ہیں حضرت مسیح کے نزول کا عقیدہ ال مرزا جی اور مرا ایسا کی ایمانیات کی جزو نہ ہے۔ تو پچھلے عجیب نہیں۔ گرائیں سنت گرام کے نزدیک تو عین ایمانیات سے ہے۔ چنانچہ عقاہ مذکورہ وفقاً اکبر و عقیدہ طحا وی جو ہماتے ہے ائمہ کرام کے اعتقادیات کا مجموعہ ہے وغیرہ کتب عقائد میں تو یہ الفاظ صاف درج ہیں۔ و نہمن بخود من الدجال و نزول عیسیٰ بن مرکم علیہ السلام من السماء (عقیدہ طحا وی مطبوعہ لا ہو عصمتی) پھر عقیدہ مسیح نے نزول کا اگر ایمانیات وارکان دین سے نہیں۔ تو مسئلہ حیات و وفات کو مرا صاحب تکوں مباحثت میں اصل الاصول قرار دیتے ہیں۔ اور باقی مباحثت کو فروعات بناتے ہیں۔ اور حال نہ غرض اشات حیات مسیح سے بھی تو اثبات عقیدہ مسیح کے نزول کا ہی ہے۔ اگر یہ جزو ایمانیات نہیں تو بحث حیات و وفات کو مادر صداقت بنانا بھی غلط ہے۔ و نیز مرزا جی کی سیجت کا منکر بھی کافر نہیں ہو گا۔

۱۲، نزول مرزا جی بر این احمدیہ صفحہ ۹۹ میں لکھتے ہیں۔ جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیکے۔ تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمع آفاق میں پھیل جائیگا۔ اور صفحہ ۵۰۵ پر لکھتے ہیں۔ وہ زمانہ بھی آپوا لاتھے جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جدائیت

کے ساتھ مذہبیا پر اڑتی گی۔ اور کتاب بحث المدحی صفحہ ۲۴ میں لکھتے ہیں علیہ  
علیہ السلام زندہ ہیں مرے نہیں۔ آسمان سے نازل ہوئے۔ ہم لکھتے ہیں  
حضرت پیغمبر کے وقت تو ہمچ ۷۰ قافی میں اسلام پھیل جائیگا۔ اور مرزا جی نے  
تو تمام روئے زمین کے مسلمانان کو کافر و مشرک بتایا ہے۔ دیکھو کتاب تہلیل  
پیغمبر صفحہ ۳۶ کیا اس حالت میں بھی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہو سکتی  
ہے۔ اور مرزا جی مسیح بن نکتہ ہیں۔ بعض مرزا جی کہدا یا کرتے ہیں۔ کہ براہن  
احمدیہ کی عبارات مذکورہ مرزا جی کے اہمات سے نہیں یہ مختلط ہے پیر نکتہ  
یہ عبارات خاص مرزا جی کے اہمات سے ہیں۔ جیسا کہ ناظران براہن  
پر مخفی نہیں۔ دو م براہن احمدیہ مرزا جی کے نزدیک خود خدا کی کلام اور اس عالم  
کتاب ہے۔ دیکھو دفعہ البلاع صفحہ ۲۶ (کوئی کہ مرزا جو رسول ہے) پھر اس میں  
غلطی کہاں۔ سوم مرزا جی نے کتاب براہن کی سچائی کے متعلق دس بہاری  
روپیہ افعام مقرر کیا ہے۔ اگر اس میں یہ عقیدہ غلط درج ہے تو مرزا جی صد  
کو مرزا جی کی جائیش را سے ہمیں انعام مظہرہ ضرور ولانا چاک۔ مرزا جی نجی  
توت کی بد میں وال کیا ہے۔ ووچھہ معنوی نہیں۔ لکھتے ہیں اب تک  
تمیں لا کہ روپیہ آچکا ہے۔ (حقیقتِ الحقی صفحہ ۲۱)

(۲۴) سن ابن اچی مطبوعہ نظامی دہلی صفحہ ۹۰۔ ۳۰ باب خروج المہدی  
کچھ ہلے بند صحیح حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ حضرت علیہ  
خوبیت محراب آں حضور علیہ السلام کو فرمایا۔ کہ میں ہی نازل ہو کر وصال  
کو قتل کر دیگا۔ اور منہ طیاسی مطبوعہ دائرة المعارف ص ۳۴۳ میں بند  
صحیح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آں حضور علیہ السلام  
نے فرمایا حضرت علیہ السلام بعد نزول کے زمین میں جالیں تھاں  
رہیں ہے۔ اور بھرپوت ہوئے۔ اور آں مسلمان نماز جنازہ ادا کر لے  
اوہ شکوہ شریف باب فضائل سید المرسلین میں ہے حضرت عبد اللہ

**صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**

بِحَمْدِ اللَّهِ وَبِحَمْدِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَبِحَمْدِ مَنْ يَرَى فَيَرَى

وَمَا يَرَى فَمَا يَرَى وَمَا يَرَى فَمَا يَرَى وَمَا يَرَى فَمَا يَرَى

بن سلام نے فرمایا تو رات میں شخصور کی اور علیہ السلام کی وصف بولی  
مقدمہ ہے احضرت چھٹا شخص علیہ السلام کے ساتھ دفن ہونے لگا۔ راوی نے  
کہا ہے۔ روضہ مقدسہ میں ایک قبر کی جگہ باقی تھے بے کفر مزاجی تو لاہور میں  
مرض پھیپھی سے جس کو عذاب الہی کہا کرتے تھے مرے۔

فائلان - توفی کا مہل معنی لینا ہے۔ چنانچہ مزاجی کے خلیفہ اعظم حکیم  
نور الدین کتاب تصدق بامن صفحہ میں یا علیسی این منوفیا کے  
معنی نہ کہتے ہیں۔ لے یعنی مئی کر لیتے والے یوں بچ کو۔ مگر اشغال تھیں تو فی  
سے مراد جسی سلطان لینا ہوتا ہے اور جسی روح کا لینا ہوتا ہے شیند کے ساتھ  
اوکیجی موت کے ساتھ۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے هو الذی یتو فکم  
باليل او فرما يالذی یتوفی النفس حين موتها اللہ وغیره  
آیات (آخر آیت میں مخطو لیتے کے معنی ہیں)۔

### چند سوالات

(۱) حسب مذہب مزاجی وحدہ تو سام انبیاء کے رجعت یعنی دوبارہ  
آنے کا تھا نہ فقط حضرت مسیح کا دیکھو حاشیہ کتاب نزول مسیح صفحہ ۵  
نو پھر مزاجی کو میسمو عود کہنا اور آدم موعود اور ابراہیم موعود نہ کہتے کیا یعنی  
اور یہ تخصیص کیوں۔

(۲) ازانہ اور امام طیح اول ص ۹۷ میں جو پیشگوئی بمحض تحقیق و تاکید فرید  
الہام الحق من ریک فلا یکون من المتنین یا ایں الفاء (مزاجی احمد سنت کی وخت  
کلام انجام کارہتھا نکاح میں آئی) کہا ایسی وضحو پیشگوئی بعده  
الہام ناکنیدی پوری ہوئی یا غلط اور جھوپی نکلی۔ حالانکہ مزاجی کا دعویٰ ہے  
کہ میری وحی ہجتوں قرآن حکماء سے پاک ہے۔ دیکھو نزول مسیح صفحہ ۹۹۔  
بعض مزاجی مسحیوں کو دہوکہ دینے کے واسطے ہم دیکرتے ہیں۔ کہ آن حضور  
علیہ السلام و باقی انبیاء کرام کی بعض پیشگوئیاں بھی اسی طرح صحی نہیں ہوئیں۔  
ہم کہتے ہیں۔ کوئی مزاجی کسی بنی کوئی وحی جو اسی طرح صاف اور  
لطفوں میں خدا کی طرف سے آئی ہے اور وہ پوری نہ ہوئی ہے اور طاہر الفاظ

اس کے جھوٹے ہو گئے ہوں لکھتے تو اسے ہم دس روپیہ انعام دینے کو تیار ہیں و مگر نہ مزاجی باوجود اس جھوٹ اور افتراء کے مسیح دہلی کچھ نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ مجدد بھی نہیں۔

(۲) استفتاء کتاب حقیقتِ الوجی ص ۱۷۷ میں مزاجی لکھتے ہیں کہ مجھے خدا کی وجی ہوئی۔ کہ تو بھی فارس سے ہے۔ اور اقسامِ ترکیہ سے نہیں۔ عکس کہتے ہیں۔ باوجود اس وجی کے مزاجی اپنی کتب میں لپٹے کو رخلافِ وجی کیوں بلقب مزاج ملقب کر کے لکھتے ہیں۔ مغل مزاج سے تو نزکیہ کی اقوام سے ہیں۔

(۳) مزاج اصحاب لکھتے ہیں۔ میں کسی خونی مسیح کے آنیکا قائل نہیں اور نہ خونی مہدی کا منتظر۔ (انجاماتِ تحریم ص ۱۹۷) جب مزاجی اسے مسیح کے قائل نہیں تو ہم مزاجی کو کیسے مسیح جائیں کہ آخر تم عیسیٰ کے خون کرانے کی خاطر پسند و قلیں چلیں اور سائیپ چھوڑے گئے۔ اور غیرہ غیرہ جیلے حوالے ہوئے جیسا کہ کتابِ انجاماتِ تم کے ناظرین رمحنی نہیں۔ مگر افسوس یہ ہے کہ اس چالاک عیسیٰ پر کوئی داؤ نہ چلا۔ آخر وہ بعد میعا و مقرہ کے ہی مرا اور مزاجی کی پیشگوئی کو چھوڑا کر گیا۔ جیسا کہ انعام آخر تم صفحہ اول سے ظاہر ہے جاب مزاجی اور مزاجی ہو چاہیں تاویلیں کریں۔ اسی طرح کسی کے ذریعہ سے یہ حرم آریہ قتل ہوا۔ دیکھو حالاتِ متصل برائیں احمدیہ صفحہ ۸۷۔ الفرض مزاجی نے کسی خون کرانے اور کسی مقدار سے ہوئے۔ دیکھو تزویل مسیح ص ۱۳۱۔ تو بقول خود مزاجی جو ایک خونی آدمی ہے۔ جھوٹا مسیح ہے۔

(۴) توضیح المرام ص ۱۷۵ میں لکھتے ہیں۔ وید میں بجا تعلیمیں موجود ہیں۔ مثلًا اس جہان کا کوئی خالق نہیں۔ اور تاسخ اور روح اور مادہ اور پیوتھ وغیرہ۔ اور سنتہ بچن ص ۱۷۵ میں لکھتے ہیں۔ ”وید ضلالت اور گمراہی سے بھرے ہوئے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ہندوؤں کا کرشن جی بھی تو انہیں با توں کا قابل اور گمراہی بھرے وید میں کا یا بند تھا۔ بلکہ اس کی اپنی کتاب آئیتا مترجمہ فیضی ص ۱۷۶ میں بھی مسئلہ تناسخ زور شور سے مرقوم ہے۔

اب واضح ہو گیا کہ کرشن کافر اور مگرا نہ تھا۔ اور مزاجی حکمرانی کوٹ اور تجھے حقیقتی "الوحی" ص ۸۵ میں لکھتے ہیں۔ کہ میں کرشن بھی ہوں۔ اب معلوم ہوا۔ مزاجی بوجہ ختنی کرنے کفر اور ضلالت کی باقتوں کے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اور ان کی جماعت بھی یہی حکم رکھتی ہے۔

حضرت ناصیر ربانی مجدد الف ثانی جو تمام دنیا میں سلسلہ مجدد ہیں اپنے مکتبات شریف جلد اول میں سے مکتب ضروری و تعلیمات و مشتمل میں عظیم فرماتے ہیں۔ رام و کرشن الہ سبود انہ۔ اور لکھتے ہیں و اہل تہذیب خلق را بعبادت خود تغییب کر دہ انہ و خود را اہل داشتہ ہر چند بہ پروار و کار قائل انہ اما اور ادا در خود حلول و انتخاد اشنا ت کر دہ انہ۔

(۲) حاشیہ کتاب زدول مسیح ص ۳ پر لکھتے ہیں۔ میں رسول و نبی نہیں (بھی) ہوں اور میں رسول و نبی (بھی) ہوں۔ مزاجی کی بات تشریع جیسی ہے۔ کہ جب آسے کہا جاتا ہے۔ ۱۔ تو کہتا ہے میں شتر ہوں اور جب آسے کہا جاتا ہے بخار ام ٹھٹھا۔ تو کہتا ہے میں مرغ ہوں۔

مزائی صاحبان سابقہ انبیاء و کرام سے بھی ایسی کوئی نظری پیش کر سکتے ہیں۔ یا یہ جزوی چکر ہے۔ یہ مزائی صاحبان کی خدمت میں عرض کرتے ہیں اول آپ رسول اوس بھی کی تعریف کریں مگر صحیح۔ پھر اگر وہ تعریف مزاجی پر صادق آتی ہے۔ تو مزاجی بھی ہیں۔ اگر نہیں آتی تو بھی نہیں جب مزاجی ایک شخص ہیں۔ دونہیں۔ ذکر طرح بیوت پر چڑھتے بھی ہیں اور جستے بھی ہیں۔ ایک ہی حال میں اور ایک ہی وقت میں۔ یہ تو وہ بات تقویٰ ہے۔ جسے ایک کافر کو کہا جائے کافر ہے بھی اور نہیں بھی۔ فی الواقع مزاجی اگر نہیں تو ان کا نبی نہیں کہنا غلط ہے۔ اور اگر بھی نہیں تو انہیں بھی کہنا غلط ہے۔ بہر حال مزاجی جھجوئے ثابت ہوتے ہیں۔

کلمہ (۲)، ازالہ اور ام طبع قدیم مسئلکاً میں ہے و لکھ رسول و خاتم النبیین یعنی وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا ہے۔ یہ کہتے ہیں جب آنحضرت علیہ السلام نے نبیوں کی تعداد کو ختم کر دیا ہے۔

اور جتنے آنے تھے آجکے تو مزاجی آن کے بعد خلاف قرآن زائدی کیوں  
بنتے ہیں۔ اور ازالہ اور تمدید ۶۴۷ میں لکھتے ہیں نبوت کا دعویٰ ہنسیں  
محبوبت کا دعویٰ ہے۔ یہاں پر انکاری اور تحریر باوجود ایسے ناقص  
ہونے کے زوال مسح صفحہ ۱۰۰ میں لکھتے ہیں۔ کم تین زال یہہ برائے تفہیں  
یعنی میں تلقیناً تمام نبیوں سے کم نہیں ہوں۔ (سبحان اللہ)  
(۸) براہین احمدیہ ص ۵۶۵ میں اتهام مرقوم ہے۔ اعلیٰ ماشیت  
کا

یعنی میں ہمیں نام بیویں سے پہنچا کر اپنے بھائی کو خداوند کے سامنے پہنچانے کا اعلیٰ مقصد تھا۔ اسی عکس پر احمدیہ صفحہ ۵۶ میں اتنا ہم مرقوم ہے۔ اعلیٰ ماۃ ثنتی  
 (۸) براہین احمدیہ صفحہ ۵۶ میں اتنا ہم مرقوم ہے۔ اعلیٰ ماۃ ثنتی  
 فانی قد غفرت لات جو جی چاہے کرہم نئے تجھہ کو خوش دیا ہوا ہے۔ ایک  
 رسالہ عشق مجازی قادیانی کی بوسہ باری لاہور میں ۱۹۴۷ء میں جھپپا  
 جس میں بحال درج ہوا۔ کہ ایک مخلص مرید اپنی عورت کو مرزا صاحبؑ کی پاس  
 بیت کے نئے لایا۔ جو کہ حسینہ جمیلہ تھی۔ تھنائیؑ کے موقعہ بر مرزا جی نے  
 بے احتیاطی سے اس عورت کا آپی بوسہ لیا۔ کہ اس کو ذاتت لگ گیا۔  
 اور خون رخسارہ کا بہ آپا۔ پھر تو بات المفسود ہو گئی۔ (کیا ابیے چال

چین والے بی بی پو اکر تے ہیں)

چین کے بی پو اسے ہے، (۱) توضیح الرام صدقہ میں ہے۔ خدا ہر ایک عضو اس کثرت سے کو تعدد اور خارج اور تنید و کی طرح (خود ریائی جائز ہے) اس کی نا ریں بھی ہیں۔ اور تمہرے تحقیقہ الوجی صسلمان میں سمجھتے ہیں۔ سمجھ میں حیض نہیں بلکہ سمجھ سیدا ہو گیا۔ اسا بچہ جو بنسلہ اطفال اللہ ہے۔ اور مزرا جی کے خاص صریح فاضی یا رحم محمد نلکتے ہیں۔ کہ مزرا جی نے فرمایا۔ کہ کشف کی حالت آپ پر لاحقی مزرا جی کی اس طرح طاری ہوئی۔ کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اسکی تعلیٰ نے زوجیت کی طاقت کا انہما فرمایا۔ (اسلامی قرآنی طریقہ علّا ۲۳ جزوی سنہ ۱۹۴۸ء) کیا خوب کشف ہے۔

رہیں عز جوں پر جب میں نکھلے تو اسی حقیقت کا خدا تعالیٰ نے بعض پیشگوئیں کو بطور موہبت امکنیتیں

وَكُلُّ أَشْيَاءٍ  
بِهِ مُكَلَّفٌ كُلُّ أَشْيَاءٍ  
لِمَنْ يُرِيدُ  
أَنْ يَرَى  
أَنْ يَرَى

فہرست پر ظاہر فرمایا ہے۔ حقی کہ بعض مرزائیوں کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ مرزاجی  
لفاظ اسی کوئی استاد نہ تھا۔ لیکن بالکل امی ہے جیسا کہ بابو اسمبلی مرزائی  
نے رسالہ اعجاز محدثی صد میں لکھا ہے۔ یہ افسوس کی بات یہ ہے۔  
کہ مرزاجی حب مثل مشهور دروغگوار احاطہ نہ باشد۔ لیکن آپ کو خودی  
جھوٹا ثابت کر دیا ہے۔ کیونکہ آپ نے وکالت کا امتحان تھی دیا تھا۔ جس  
میں فیل ہوئے۔ (جیسا کہ حالات متصل برآپن میں مرقوم ہے) اور انجام  
آئھم تکنوب عربی ص ۲۵ میں لکھا ہے۔ زندگا از مفردات انگریزی و جرمنی و  
لاطینی و روسی و یونانی و شاستری و صینی و فارسی و دیگر زبان یا ذخیرہ کتاب  
است۔ جب مرزاجی کے پاس ہر اکیت زبان کے متعلق ذخیرہ موجود تھا۔  
تو پھر کوئی نہ جس زبان سے چاہیں ملنے الہام نہ تھیں۔ اور پھر فرمائیں مجھے  
اپنے کام میں معلوم نہیں۔ اور کیوں نہ تجاذب عازماً کی چال چلیں۔ برآپن  
احدیہ ص ۲۵ میں لکھتے ہیں۔ دو فقرے انگریزی ہیں جن کے الفاظ  
کی صحیت بیان شرط سرعت الہام ابھی تک معلوم نہیں ہوتے۔ شاید یہ فقرے  
اپنے ذخیرہ سے نکالے ہوئے۔ ایسا کوئی اور بنی بھی ہوا جس کو ایسی  
زبان میں وحی اُترتی ہو۔ جس زبان سے بالکل وہ بے بہرہ ہو۔ اور پھر جلد  
بھی ایسی جس کی وجہ سے صحیت الفاظ میں بھی شبہ پڑ جاوے۔ ہمارے  
امکنہ ضرور علیہ اسلام کی وحی کے متعلق تو یہ خبر ہے۔ ورتلانہ ترتیلہ  
اور لا نھن ک بد لسانک تعامل بہ مرزاجی کی سرعت الہام سے  
ظاہر ہے۔ کہ یہ سب الہامات شیطانی ہیں۔ کیونکہ عجلت شیطان سے  
ہوتی ہے۔ جیسا کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے۔

۱۱) توضیح مرام طبع اول ص ۹ میں ہے۔ جب کوئی شخص (مشتمل مرا  
جی) کسی زمانیتی اعتدال روحاںی حاصل نہ رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ اکی روح  
اس کے اندر آباد ہوتی ہے۔ اور کتاب البریہ ص ۷ میں لکھا ہے خدا  
میرے وجود میں داخل ہوکیا۔ بعض مرزائی اس سے جواب میں حضرت بازید  
و منصور کی حکایت پیش کرتے ہیں۔ اور یہ نہیں جانتے کہ وہ محض ولی اللہ

ہی تھے۔ ان کا کسی قسم کا دعویٰ نہوت نہ تھا۔ اور نہ وہ خطاب سے موصوف تھے۔ اور مرزاجی تو کثرت درعاوی کی معجون مركب ہیں۔ اور یہ بھی دعویٰ ہے۔ کہ میری وہی خطاب سے پاک ہے۔ پھر کتاب البریہ میں یہ آپ کا شفعت کھلا۔ اور تو پیچجے مراسم میں بطور عقیدہ میان فرمایا۔ مرزاجی تو احادیث بنویہ کو ردی کی طرح پیش نہ کر رہے ہیں۔ جیسا کہ انجاز احمدی منتہ میں لکھا ہے۔ اب بھول حکما نہیں۔ سے استقلال کیسا جن کی کوئی سند صحیح نہ ہو۔ کتاب البریہ کا تو ایک یقینی کشف ہے۔ نہ خواب نہ سکر نہ مستقی نہ کوئی متأول نہ مجاز کے میں خود نہداہوں۔ اور نہ ول میسح صفت میں لکھا ہے۔

بیوت محمدی اسی (مرزا) میں رکھ دی۔ اور حاشیہ نہیں میسح صفت میں، پھر اسی (مرزا) کا نام حمل رکھا گیا۔ اور رسول اور نبی کہا گیا۔ ان عبارات سے ظاہر ہے۔ کہ بیشتر کرشن جو امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ دین پیغام برخیق کے نہ دیکھ دی اور ہمیت و حلول تھا۔ مرزاجی بھی بوڑ کرشن نہیں ہیں۔ سعدی الہمی الہمیت و حلول ہیں۔ سفریہ برکات بیوت محمدی کے حلول کے بھی مدحی ہیں۔ پس مرزائی صاحبان حب کلمہ توحید میان پر چلا ہیں جان لینا چاہئے کہ وہ مرزاجی ہی پر کلمہ پڑھئے ہیں۔ جیسا کہ مرزاجی بھی بوجی ہے۔

اصحاب الصدقۃ و ما ادرا کع ما اصحاب الصدقۃ قری اغیہم  
لتفیض من الدمع یصلون علیک (براہن الحمدہ ص ۲۷) مطلب  
اس کا یہ ہے۔ کہ مرزائی رورو کر تجھے پر کلمہ پڑھتے ہیں۔ (کو یا لوگوں کو فربی  
دیتے ہیں) ایں اہل اسلام کو ان کے دام فریب میں نہ آنا چاہئے  
اللّٰهُمَّ اهدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ وَصِلْنَا إِلَى الْبَيْتِ الْكَرِيمِ خاتَمَ  
النَّبِيِّنَ أَمِينَ أَمِينَ شَرَّاقَمَ قاضِيَ الْوَحْيِ عَبْدِ اللَّٰهِ عَلَوِيِّ حَنْفِيَ نَقْشِبَنْدِيَ عَنْ شَرِیْهَ  
از مدرسہ عبدالیہ تربیۃ علماء بخاریان بلاک

# ایمان بالغیر کا

## فلسفہ

دگدشتہ سے پیشہ

اس اکشافِ حقیقت کے بعد لگت مرتبہ اٹھیان پڑھائیں ملزم  
ہوتا ہے۔ مگر یہ مرتبہ ثلثہ ایمان و ایقان پر مرتب ہوتے ہیں نہ کہ  
محلانہ انکار اور عین ضروری چنان بن سے جو شخص ایمان میں قوی ہوتا ہے  
وہی ان سب مرتب کو پتا ہے۔ اس راہ میں جیل اور شکنہ کاری ایک  
طفلازاد حکمت اور محرومی کا باعث ہے۔ اگر کوئی نااہل الہیات کے اس  
پہلے درجہ میں فیل ہو جائے تو وہ کبھی بھی مذہب کے بہرہ اندوز نہیں ہو سکتا۔  
اس راہ پر ہائیت کے چے فلسفہ اور صداقت کی سمجھوتے فلسفیات

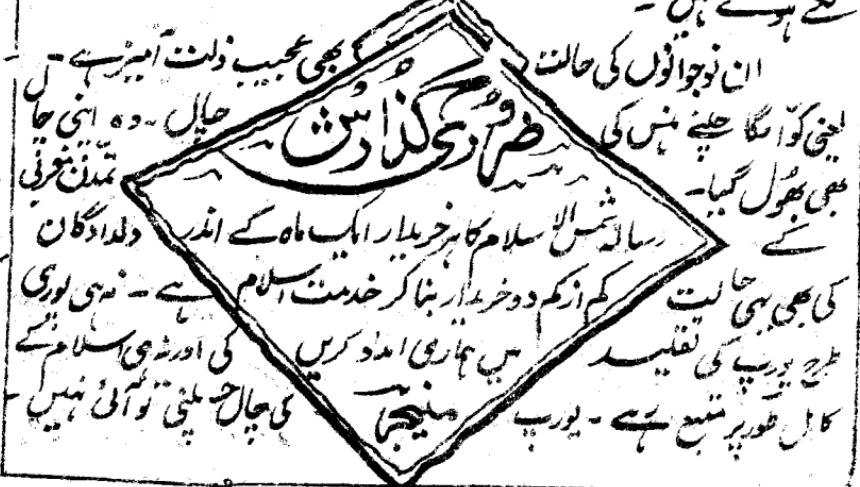
دراغ عاری اور نابلدیں سینو نکھ طور طلبی اور خود اعتمادی و تفانی ہلست میں  
ان کا باز غقل مشہوں کے جال میں پھسک رہ جاتا ہے۔ اور اپنی خدا و اس حداد  
کو جواب دے دیتا ہے۔ ان کی غقلِ مربیات کی حد سے ایک اپنے اسکے  
بصتے سے بھی انکار کر دیتی ہے۔ وہ خانق کائنات کی صفت خلق کی صفت  
کو صرف مشہوں نک محدود کر دیتی ہے۔ اور ان کے فہم و ادراک کا  
مٹو برسیا ت گئی کچھ میں دہنکر رہ جاتا ہے۔ وہ حقیقتِ فلاسفہ اپنی  
عقل کے باشت بھر گز سے خدا کی لاحدہ و قدرت اور حکمت کو پایا چاہتے  
ہیں مگر ایں خیال است حال است و خیال

بیریلی ایمانی منزل میں ہی چاہتے ہیں کہ اکشافِ حقیقت ہو جائے۔

جدوجہد۔ خدا کی اسباب لور قوائیں آئیں کی پابندی نہ کرنی پڑے۔  
گویا بجاۓ خود فلامفری بن جائے۔ حالانکہ ان سخنوطی کو اتنی بھی سمجھ  
نہیں کہ جب دنیا کی ادائی اسی جریزو بلا محنت اور اسباب مقرہ

کے تحریز نہ ملے۔ تو کیا اہمیات کے مسئلے ہی ایسے ناقصے ہیں، کہ بلا ماحصل  
حل ہو جائیں۔ ان کی یہ بہودہ حکمت بالیکل تیسی ہی ہے۔ تجیے کوئی بھی  
جماعت کا چھپ لے اور ایم اے کے سوالات سمجھنے کی صندوری کے اور  
ناشر سے ڈارون کی تہییری اور میون کے اصول کشش تقلیل کی عقلي  
تشفی کر لے۔ اس پال ہٹ کا جواب ناسٹھی دیکھا۔ کہ تم ابھی اس لائق  
نہیں۔ یہ پانیں تمہاری سمجھ سے بالاز ہیں۔

بیرونی تو یہ ہے۔ کہ یہ مسلمان نوجوان کو کیا ہو گیا کہ اسلام کے سچے  
اوہ مبنی بر صداقت فلسفہ کو جھوڑ جھوڑ عقل کے علاموں۔ اگ۔ حکایت پر  
بھلی کے پچھے لگ ہے ہیں۔ ان کی ہدایت پر آمنا و صدقنا کہنے لگتے  
جاتے ہیں۔ اور تعلیمات اسلام کا تفسیر فرماتے ہیں۔ ابھی خود کے ذریعے  
کا ذکر ہے۔ کہ کسی مسلمان ایم۔ اے صاحب نے رسالت کامیابی و حلی میں  
ابک مضمون شائع کرایا تھا۔ اور اس میں یہ خود عوی کیا تھا۔ کہ اب تھی  
دو ختم ہو گیا۔ اور اب عقل کا زمانہ ہے۔ اس لئے اب ذہب کی پابندی  
کی ضرورت نہیں۔ غفل رہنمائی کیسے کافی ہے۔ بستلا ہی ہے۔ یاد  
روئے کا کون سا مقام ہے۔ کہ یہ نوجوان اپنے خزانہ کے عمل، جواہر  
پھنسیک کر دوسروں کے سکندر تھروں سے اپنے دہن بھر رہے ہیں۔ اور  
ہاتھے علماء آرام سے ایک دسرے کو کافر بنانے کے محبوب شغل میں  
لے گئے ہوئے ہیں۔



این بھی جوں پہنچے۔ اور انگشتیں جیرت دوڑاں نہیں دروں نہیں بردن  
و انہیں ضمون بنتے پہنچے ہیں۔

ہر حادث مذکور انسان کا ناموں اور اسکا کا خصوصیات فضیل ہے کہ وہ  
ذہب کو محفول طرقوں سے آڑانے کے بعد قتل کر کے سر قسم کی  
ناجائز نکتہ چینیوں سے محروم ہے۔ اور عقل و نفل کو اپنی اپنی حد اور  
پرتفاعم رکھے۔ کیونکہ نفل صبحہ اور عقل کامل کا انتساب ان اُن کے فریض  
اویین میں ہے۔ اور انہی ذکر کی اطاعت پر انسانی کمالات اور  
مزید درجات کے حصول کا اختصار ہے۔

عقل و نفل کے انتساب کا مطلب یہ ہے کہ نہ ترغیب کی ایسی  
پاسندی کیجاۓ۔ کہ بالکل خیالات کا حکوم سوجائے۔ جو حیراس کے  
عقل و ادراک میں رہ آئے۔ اس کو واقع میں قو موجودی نہ شخچے۔ اور  
علی اعتماد نفل کا انکار کر دے۔ یا بجا تادل کرنے کے جیسا کہ  
بیچھلی کا وظیہ ہے۔ اور نہ ہی نفل کا اپنہ بندوق ہے۔ کہ کسی بزرگ اور  
معنی بعتقد سے کوئی بھی بات نہیں۔ تو یہ چون وجہا مان لے اور ذہب  
کو محبوسہ خرافات پنالے۔ جیسا کہ عوام انسان جنملا وکا شیوه ہے۔  
عقل کی حد سے زیادہ پاسندی حاصل ہے فلسفت اور الحادیت۔  
اور نفل کی حد سے زیادہ بڑھی سویں حکومی کا بیچھہ شخصیت پستی ہے جس سے  
یہود و نصاریٰ کو شریعت کی نیاست میں پھسایا۔

عقل و نفل کی افراط و لفڑی۔ یہ حسنه طی اور مدعاں عقل و  
اُن نفل کے باہمی نزاع و پیکار اور خیگ و جبل نے میں اسلام کو  
فرقتہ سبندی میں منقسم کر کے امت محمدی کو ایک قوتی بیعت  
میں بستگا کر دکھا ہے۔ ابھت کم ہیں لیے لوگ جن کو عقل و نفل تک  
تطابق اور توان کی اہمیت رکھتے۔

(زغیر احمد قادری)

# مرزا غلام احمد صاحب آنجھانی

## سیاسی زمگ میں

مسلمانوں کی بقدری اور قدرتی کا بھی کچھ نہ کہا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام  
وہ سنائی کے درصائب و آلام اور تسلیل و تسلیل کی پختا نہ تباہ کاریاں اور تمہارا عین  
حروف اپنی کے خضدیں آئی ہیں۔ اکہ اسلامانوں کا پرچم جہاں کشانی کجھی  
آسمان بیلکوں سے باقی نہ تھا۔ مگر آج وہ ان کی بد اعتمادیوں کے سبب  
نہ رکوں ہے۔ ان کا دینی و دینی عرب و اقتدار جس سے کبھی قیاصہ و  
اکار و لذتہ بر اندازم تھے۔ وہ ہم نا اہلوں کے ہاتھوں خاک میں ملن گیا۔ ان  
کا تاج و تخت۔ اقبال و دولت۔ امارت و حکومت اور سروری وجہاندیش  
جو ان کی طفرے امتیاز تھی۔ گروش زمانہ کے ہاتھوں چھپیں لی گئی۔ اول ان  
کی زندگی کا مرجح حصہ زوال پذیر اور گری ہوئی حالت میں ہے۔ عرض اہلوں  
نے محل اندوزختہ سلف ایک اک کر کے لکھو دیا۔ اور اب خود ان کا  
وجوہ ہی خداخواستہ چڑائی سحری نظر آتا ہے۔

دیباکی سر بلندی و سرفرازی تو ان سے لگتی ہی تھی۔ جو جاتی ہی  
جس کا حیندان افسوس نہ تھا میں نکے امارت و حکومت ایک چلتی پھرتی جھاں  
ہے۔ لے کر اکبیر دولت ایمان باقی ہے۔ جس سے امید بلند ہوئی  
ہے کہ شاید پھر ان کے کبھی نہ ہیں۔ ان کی عظمت پاریہ کا ڈوبائیا  
ہفتا ب پھر کچھی طبع کر کے ڈینا کو جیزت میں غرق کر دے۔ اور وہ  
پھر مسلمان سن تراپنا کھووا ٹوٹا عظمت و اقتدار حاصل کر لیں۔ لیکن خون  
شتر دنے کا مظہام ہے کہ ہر دولت بھی جھنٹی پوپلی نظر آتی ہے۔ جو  
ہمہاں اور مرزا قادیانی کی امت کے ہاتھوں محض حظر میں ہے۔ خدا وہ  
متحکم دن نہ لائے گے۔ کہ یہ ایمان کے لئے ہے مقصود من کا میاب  
ہوئی اور مسلمانوں کا وجود صفحہ تھتی سے بٹ جائے۔

ایمان کے درکن ہیں۔ توحید اور رسالت۔ توحید کی بھی جملے نے علم پرستی۔ تعریزہ پرستی اور حکومت پرستی وغیرہ وہزار ہم پرستیوں سے پیدا کی۔ اور خوب خوب خوب اسلامی تعلیمات کا مضمون آٹا یا۔ اور حقیقت اسلام کا منہ چڑھا یا۔ باقی ترہ گئی حقیقی رسالت اس کی دھجیاں متنبیوں نے بھیسری۔ اور عده کام سر اخمام دیا۔ سبور طالوی اشتمار اور تندیب و تندل کے دلنوواز پر۔ نے صدیوں کی جدوجہد اور فریب کاریوں نے انجام نہیں دیا۔

مرزا نیوں کے ہاتھوں اسلام کو اور شہماںوں کی عظمت و اقتدار کو دینی جیتیت سے چونقصان عظیم ہے چا۔ اس کی داستان جگہ خراش تو بہت طویل ہے۔ اور ہمارے علماء کرام اپنے اپنے انداز میں بیان کرتے رہتے ہیں۔ اور میں بھی کبھی بشر ڈھانات بیان کروں گا۔ فی الحال میں یہ دکھانا چاہتا ہوں۔ کہ مرزا صاحب کی امت نے سیاسی رُنگ میں اسلام کو کیا نقصان پھایا۔

### اسلام ایک سیاسی نہیں ہے

ارباب بصیرت سے یہ امر اعفی نہیں کہ اسلام ایک سیاسی نہیں ہے اور اس کا ۹۰ فیصدی حصہ سیاسی ہے۔ سیاست صرف اسلام کے اس ہے اور اسلام تھی جو جمیعنوں میں سکھاتا ہے۔ جوانانی دماغوں کی ایجاد کی ہوئی سیاستوں سے اعلیٰ وارفع ہے۔ نمونہ چند دلائل ملاحظہ ہوں۔ تفصیل کا موقعہ نہیں۔

(۱) سیاست نام ہے جماعتی زندگی کا اور اس کی حصہ شخصی یا انفرادی زندگی ہے۔ یعنی دیباشت جس کا منفرد یہ ہے۔ کہ افراد کو افراد یا جماعت سے کوئی سروکار نہ ہوتا چاہئے۔ صرف خدا سے تعلق ہو۔ جو یوں بزرگوں اور راہبوں کا نہ ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ جس قدر تائید سے تساخت اسلام نے جماعتی زندگی کی تعلیم دی ہے اور تنفسی زور دیا ہے۔ اس قدر کسی اور نہیں نے تاکید نہیں کی۔ عرض اسلام نے جماعت کی شددمتے تلقین کی ہے۔ جو اسلام کے

ہر کوں میں نمایاں ہے۔ اور سیاست کی سختی سے تردید کی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ قوله تعالیٰ:

**وَرَحْبَانِيَّةَ أَبْتَلَ عَوْهَاهَا كَتَبْنَا هَا عَلَيْهِمْ**

اور ہم نے ان کو سیاست کی تعلیم نہیں دی بلکہ انہوں نے خود ایجاد کر لی۔ نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ **وَرَحْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ** یعنی اسلام میں سیاست نہیں۔

(۲) اسلام نے جائز و نیزی لذات - ترقیات - حلال و حرام اور عدالت پشاک سے کنارہ کش رہنے اور دنوی علائق کے قطع کرنے کی تعلیم نہیں دی۔ کیونکہ یہ سیاست کی شاخیں میں ہیں جس سے سیاست مر جاتی ہے۔ جماعت فنا ہو جاتی ہے۔ اور انسان کے دینا میں آئیکا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ بلکہ تمام نظام کائنات بیکار شکست ہوتا ہے۔

رسن اسلام کی رو سے انسان پر دو قسم کے حق ہائے عوتے ہیں۔ حقوق اللہ اور حقوق الہباد یعنی بندے کے ذمہ کچھ اللہ کے حق ہیں اور کچھ بندوں کے۔ اگر اسلام میں صرف اللہ کے حق ہوتے تو مسلمان رب ہوتا۔ اور اگر صرف سوسائٹی کے نظام کے کچھ قواعد ہوتے تو مسلمان بوپ کا مخدوٹ ہوتا۔ مگر اسلام شریعت و سلطنتی کا نام ہے۔ یعنی دو لوں قسم کے حقوق کو اپنی اپنی حدود پر فائز رکھنا اور بناہماہی اسلام کی تعلیم کا منتہ سے

(۳) اسلام کی تاریخ کے مطابق کرتے والوں سے چیغیت مخفی نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابائے کرام کی زندگی میں نہیں اور سیاسی دونوں زگ غالب اور پدرچہ اتم موجود تھے۔ اسلام نے جو سیاست پر اس قدر زور دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جو قوم اپنے پاس سیاسی قوت نہیں رکھتی۔ وہ کبھی اپنی نہیں سہتی کو فاعل و برقرار نہیں رکھ سکتی۔

**فَلَذِكَتْ**  
**وَرَحْبَانِيَّةَ**

اور نہ ہی اپنے مذہبی حقوق کی حفاظت کر سکتی ہے۔ کسی قوم سے سیاسی قوت  
کا جاتے رہنا ایک خداوندی ہے جس میں یہود بہت لگا ہیں۔ جس کی  
وجہ سے وہ ذلت و مسکنت کی زندگی بس کر رہے ہیں۔ سیاسی قوت اور  
مرکزی تنظیم نہ ہونکی وجہ سے ان کی قومیت کا شیرازہ درخشم پر ہم ہو گیا۔ اور  
وہ غول بیانی جیسی زندگی بس کر رہے ہیں۔

پس ثابت ہو گیا۔ کہ اسلام سیاسی نسب ہے۔ جس سے  
انکار کرنا اسلام کی صداقت کو چھپلانا اور اس کی تعالیٰ کو پایاں کرنا ہے  
غرض خوبی طور پر ہوئا ہے۔ کہ اسلام ایک سیاسی مذہب ہے اور یہ کہ بغیر سیاسی  
تعوق و برتری کے اسلام اور مسلمان اپنی ہستی قائم و برقرار رہنیں رکھ سکتے  
کیونکہ مٹاٹے خداوندی یہ ہے۔ کہ مسلمان اس دنیا میں "اعلوں" بن کر  
ہیں۔ دین و دنیا کی فائٹر المرامیاں اور کامیابیاں مسلمانوں کے حصہ میں  
ہیں۔ اور ان کی دینی و دنیوی زندگی اقوام عالم کے لئے مشعل ہمائیت  
کا کام ہے۔

### اسلامی سیاست

سیاست سے محبت اور دیواستنیداد سے لزان و ترسان ہے  
والے مسلمانوں تو مذکورہ بالا تفصیلات تو فرا ویدہ بحربت واکر کے مطابعہ کرتا  
چلہتے۔ اور سیاست کو شجرِ منوع سمجھنے والوں کو بکوش ہوش سن لینا چاہیے  
کہ اسلام کی سیاست وہ سیاست نہیں جس میں کسی قسم کا خوف و خطر  
ہو جو راعی و رعایا کے تعلقات کو کشیدہ کرے۔ اور جس میں فتنہ و فساد  
اور غدر و بغاوت کا ذرا بھی شائیہ ہو جس کا مفہوم آجکل سمجھا جائز ہے۔  
یعنی یہ کہ اپنی قوم کے فائدہ کیلئے دیگر اقوام کے حقوق غصب کر لینا کوئی  
ظللم اور نا انصافی نہیں سمجھا جاتا۔ اور سرما جائیز باتیں جائنز نصویر کی جاتی ہیں۔  
دوسرے کی مکروہی سے فائدہ اٹھا لینا کوئی براہی اور مزدی و نامزدی نہیں  
مان جاتی۔ بلکہ اپنی دنائی اور سیاست دنی کا کمال خیال کیا جاتا ہے۔ اور  
جس کی بناء تربیبا و فریب اور دہوکہ پر ہے۔

یعنی اطلاقیہ سیاست ہے جس سے دنیا کی تمام ضعیف اور مذکور

قوییں نالاں اوزر زندہ درگور میں۔ یہ اسی سیاست کا نتیجہ ہے کہ آج کوئی قوم دوسرا فرم پڑھرو سہ اور اعتماد نہیں رکھتی۔ اور یہی وجہ ہے کہ دنیا میں اس طرف بدامنی اور غدر و بغاوت کا دور دور ہے۔ گریا دنیا ایک جنم کردہ بنی ہوئی ہے جس میں امن و سکون عتفا ہے۔ آج کل کی سیاست کا اصول یہ ہے کہ دوسروں کو کمزور یا فناہ کر کے زندہ رہو۔ جس کا نتیجہ یقینی طور پر ضعیفوں اور بیکوں کی تباہی و برآدی ہے۔ عرض م وجودہ سیاست چوکھے حق و انصاف پر مبنی نہیں۔ ہمدا یہ ایک خطرناک سیاست سے صحیح سیاست صرف اسلام ہی نے بنلائی ہے۔ جو حق و انصاف اور دست و رواداری پر بنی ہے جس کا دریں اصول خود زندہ رہو اور دوسروں کو زندہ رہنے دو ہے۔ یہی سیاست ہے جو دنیا کو گھووارہ امن و سکون بنای سکتی ہے۔ اگر اسلامی سیاست کو عملی زمک میں دیکھنا ہو اور اس کی اب رباریوں اور فیض رسانیوں کا مشا مہہ کرنا ہو۔ تو اسلام کی تاریخ کا مطلاعہ کرنا چاہتے ہیں جس نے تمام دنیا کے ضعیفوں اور کمزوروں کو ایک بند سطح پر لا کھڑا کیا تھا۔ ایسی بخطرا اور پر امن سیاست سے نہ الگزینہ کو خائف ہونا چاہتے۔ نہ مدد و دوں کو۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ مرا صاحب آنجھانی نے یاسی زمک میں اسلام اور سمازوں کی کیا خدمت کی جس میں تھی حم کا خوف و خطر اور قید و سند کی سختیاں نہ تھیں۔ آئئے میں آپ کو خود مرا صاحب کی تھا بیرستہ پشاورت کر کے دکھلانے دیتا ہوں۔ کہ انہوں نے اس زمک میں کیا تھیا جکھ لھ لائے۔ یہاں میں مختصرًا و اشارۃ آن حوالوں کو نقش لئے دیتا ہوں جو شیس اللہ اسلام کے پچھے نہیں میں فاضل مدیر محترم کے باطن نہیں قدم سے سہیں اسلام کے اصنافیات پر باطل شکنی کرتے تھے۔ اگر فصل کی ضرورت ہے تو سالم ہمارے پچھے نمبر اٹھا کر دیکھیہ یہ جئے۔ اور مرا صاحب کی اسلام دشمنی کو بے نقاب بلا خطہ فرمائے۔

مزمرا صاحب کی غلامانہ ذہبیت مرمزا صاحب نو راجح حصہ

اول کے صفحہ ۲۹ میں اپنے خاندان کی روایتی نصاریٰ پرستی کا فخرًا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

سوئیں نے چاہا۔ کہ اس مال کے ساتھ گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کروں اگرچہ میرے پاس روپے اور خچیری تو نہیں۔ اور نہیں مالدار ہوں۔ سوئیں اسی مدد کے لئے اپنے قلم اور ہاتھ سے افھٹا۔ اور خدا میری مدد پر تھا۔ لیکن یونیورسٹی نے اپنے خصوصی خدمت پر کربتہ ہوئے تھے اور یعنی نے اس زمانہ سے خلائق اسلامی خدمت پر کوئی بہوت کتاب بغیر اس کے تالیف نہ کر دیکھا۔ جو اس میں احسانات قبصہ ہند کا ذکر ہو۔ اور نہیں اس کے تمام احسانوں کا ذکر ہو۔ جن کا شکر مسلمانوں پر واجب ہے۔

اسی صفحہ پر فرمائے گئے ارشاد ہے۔

پس کسی کو ان میں سے جائز نہیں۔ جو اس پر خرچ کرے۔ اور باعیبل کی طرح اس پر حملہ آدھوں لکھنے کے آپ کے مذکوح تنہیہ بیٹھنون کے تتفیق معلم۔ یہ مدد روی محبت کے دلنوواز پیکار فرشتہ و من و آزادی تھے۔ ملکہ ان پر اس گورنمنٹ کا شکر واجب ہے اور اس کی اطاعت ضروری ہے (اولو الامر منکم جو شیرے) پس شکر ہم پر از روئے دین و دیانت کے واجب ہے۔

سوئیں نے اس ہضمون کی کتابیں کو شایع کیا ہے۔ تمام مکاول اور تلامیزوں میں شہرت دی ہے۔ اور ان کتابوں کو میں نے دو دروس کی دلائیتوں میں بھجا ہے۔ دستبلیئے اس سے زیادہ اور کیا تبلیغ اسلام اور تبلیغ تہوت ہو گی ساگر اب بھی کسی کو مزرا صاحب کی نسبت میں شکر ہو۔ تو پھر مرا صاحب کا کوئی ذمہ نہیں (جس میں سے عرب یہ عجم اور فدرسرے ملک ہیں تاکہ کوئی طبیعتیں ان صیحتوں سے راہ راست پر آ جائیں تاکہ وہ طبیعتیں اس گورنمنٹ کا شکر کرنے اور اس کی فرازی داری کیلئے صلاحیت پیدا کریں اسی کتاب کے صفحہ ۳۴ میں لکھتے ہیں۔

اور میری کتابیں عرب کو گوں کو برپتے دے پہنچتی ہیں یہاں تک کہ میں نے اُن میں تاثیر کے نشان پائے۔ (یعنی مرا صاحب کی تحریروں سے

عروں نے عام بخاوت کر کے خلاف غتمانیہ کو ٹکڑے کر دیا۔ بولوا  
سو ڈینی بی بی کی بھے۔ مرتضیٰ امیت زندہ ہاد۔  
اسی کتاب میں مرتضیٰ صاحب اپنی وفا پرستی اور امداد کا نقشہ لانگیکرئے  
ابنی کتابوں کا حوالہ دیتے ہوئے اپنی خالص اسلامی خدمات پیوں گنوں تھے ہیں  
اوہ جس کوشک ہروہ میری کتاب براہینِ احمدیہ کو دیکھے۔ اگر وہ اس کے شک قدر کر سکیو  
کافی نہ ہو۔ تو پھر میری کتاب تبلیغ کام طالعہ کرے۔ اگر اس سے بھی مطہر نہ ہو تو پھر میری  
کتاب حمامۃ البشیری کو پڑھے۔ اگر پھر بھی کچھ شک رہ جائے تو پھر میری کتاب شہزادہ القرآن  
میں خود کرنے تاکہ اس پکھل جائے۔ کہ میں نے کیونکر ملبد آواز سے کہدیا ہے۔ کہ اس حکمت  
جہاد حرام ہے۔ هر فہرست ممالک میں بخاوت پھیلانا مسلمانوں کو فنا کے گھاٹ متازنا اور  
مسلمین دارم کی گردیں دڑنا رواہی نہیں بلکہ جہاد اکبر ہے) اور جو لوگ ایسا خیال کرتے ہیں وہ

خطا پر ہیں۔  
اگر کوئی منچلا اور با خبر سماں اس موقعہ پر مرتضیٰ صاحب کی رفع سے  
یہ سوال کریں یعنی کہ حضرت آپ سے یہ کیا ڈھنڈائی اور بیبا کی کی کہ اسلام کی  
روح کو ہی جہاد و فتوح کر کے پاال کر لئے اور سعادت اخروی حصول  
کا ایک فریبی خاک میں ملا گئے۔ (کیونکہ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں قولہ تعالیٰ  
امحسبتہم ان تد خلوا الحجنة و دلما يعلم الله الذين جاحدوا

منکم و يعلم الصابرين ۝

(ترجمہ) کیا تم نے یہ خیال کر رکھا ہے۔ کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے  
حال نکہ ایسی اللہ نے نہ معلوم کیا جو تم میں جاہد ہیں۔ اور نہ صابرین کو  
معلوم کیا۔ یعنی اگر تمہا ایسی خیال ہے۔ کہ تم محض مسلمان ہونکی بنا پر  
 بغیر جہاد نکلے اور تکلیف اٹھائے ہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اور  
خدا یہ معلوم نہ کر لیگا۔ کہ تم میں کون مجاہد ہے اور کون نہیں۔ تو یہ تباہ  
خیال غلط ہے۔ اور تم کو ایسی خیال نہیں کرنا چاہئے۔ اس سے معلوم ہوا۔

صلوات اللہ علی پیغمبر اکرم صلوات اللہ علیہ وآلہ وسالہ و علیہ السلام  
لے کر پڑھیں۔ زندگی میں بھرپور بھروسہ ہے پس بھائی پڑھیں۔

کہ جنت کا ملن جہاد اور صبر رہ تو قوی ہے۔ تو هر اصاحب کو مغز و محاجنا پر  
کینونکروہ تو آئے ہی اسلئے تھے۔ کہ تمام دنیا میں تسلیت کا بول بالا ہو اور  
علم اسلام سر بگول ہو۔

**اذالہ اور حکام** نقطیں ورد کے حاشیہ صفحہ ۵ حصہ اول میں  
لکھتے ہیں ۔ میں پیغمبر کہنے والوں کے جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس کو نہ کر کے  
خت میں اشاعت حق کر سکتے ہیں ۔ یہ خدمت ہم مکہ معلوم یا ہمیہ منورہ میں  
بھی بیچہرہ سرگز بجا نہیں لاسکتے ۔

بھی تو علمی اور بڑائی نوازی پر استدرا صرار ہے۔ خدا نہ کرے کہیں  
سند و سنان کو آزادی کے یا کہیں بھی شلحان سلطنهوں اور بھائیے مزراہوں  
کو حق کی اشاعت کا موقہ نہ ہے۔ خدا معلوم ان شخصت جمعیۃ العلماء  
والوں اور آزادی آزادی پکارنے والوں کو یہ کیا ہو گیا۔ کہ آزادی آزادی  
کا دن رات غل بھا کر مزایوں کا عیش و آرام حرام کئے دیتے ہیں ۔ اور  
آزادی کے تصور سے ان کی اشاعت حق کا کلاں گھوٹنے کا سامان پیدا  
کر رہے ہیں ۔ پہا من رطابی رٹنے والو۔ اپنا فطری حق نانگے والو۔ اور  
مزراہیت کامنہ چڑا نے والو ہو لو! سوش کی دوا کرو۔ تم جس آزادی کے  
طالب ہو۔ وہ تو مکمل نظمہ اور مدینہ متوہہ میں بھی حصل نہیں سکیونکہ اول نومن  
دخلہ، کان، امنا، والا خداوندی و عدد پنجابی بھی نے نوش کر دیا ہے۔  
دوسرے انقلاب زمانہ کے ہاتھوں مزایوں کا مکہ مدینہ چجاز سے منتقل  
ہو کر قادیان میں آگیا ہے۔ پس کیوں نہیں رس بجود سچاتے مغربی ملکہ ان  
کے سامنے ۔

تمام دنیا کے مسلمانوں کا ان کھول کر سن لو۔ کہ عرب تک اپنی عملانہ  
ڈھنیت کی اشاعت کرنے والے اور کتابیں بہنچانے والے مزرا اصحاب  
اس بات کی اجازت بھی نہیں دیتے۔ کہ کوئی شخص حکومت سے کوئی  
جاہز اور آئینی مطالیہ بھی کرے۔ کہیں کہم یہ ان کی عمریوں کی رو سے  
بعاوت اور سرکشی ہے۔

**جماعتِ نئیہ کے قیام کی اصلی غرض !!**

اسی کتاب از المدح و ہام کے صفحہ ۴۹ م کے حاشیہ پر مرا صاحب بجیت شرایط کے ضمن میں یوں تحریر فرماتے ہیں:-

اس پاک باطن جماعت کے وجود سے گورنمنٹ برطانیہ کے لئے انواع و اقسام کے فوائد منتصور ہوتے ہیں جن سے اس گورنمنٹ کو خداوند عز و جل کا شکر انداز ہونا چاہئے۔ ازانِ جملہ ایک یہ کہ یہ لوگ سچے جوش اور دنی خلوص سے اس گورنمنٹ کے خیرواد اور دعا کو ہونے۔

یہ سطور اپنی شرح خود کر رہی ہیں۔ اور یہیں یہ تیاری کی ضرورت نہیں کہ جماعتِ نئیہ کا قیام کس غرض سے عمل میں آیا تھا۔

**الامیٰ سلاطین کیمیت علقِ هزار حصہ کا رویہ**

مرزا صاحب تبصرہ "ملن دیری" کے صفحہ ۳۸ سے ۳۳ تک الامیٰ سلاطین اسلام پر لمحت طامتہ رسا کر کتے ہیں۔

او خلفائے صادقین کی تی قوت ان میں کہاں۔ آج خلافت کے تحفظ ان صفاتیں خالی ہیں۔ اور ان چیزوں ملاروح بھائے گئے ہیں۔ بلکہ وہ مردوں سے بھی زیادہ ردی ہیں۔ اور ان کا وجود اسلام کے حق پر صیبیت ہے۔ اور دن کے تئے ان کے دن سختی میں خوش ہیں زکیوں کا اسلامی عظمت و اقتدار کی بیچند زندہ قصوریں مرزا صاحب کو ایک آنکھہ نہیں بجا ہیں۔ جوانی سلطنتوں میں ان کو حق کی اتناعت کا مو قعہ نہیں دیتیں۔ حفاظت اسلام کی تیخ برال برقت باطل پتوں کے سربریستکی رہی ہے) ان کا وجود مسلمانوں پر خدا تعالیٰ کا بھاری غضب ہے۔ خوناپاک کرداروں کی طرح زین سے لک گئے ہیں۔ اسی بحسبے آسمان کی نصرت ان کا ساقہ نہیں دیتی۔ اور نہیں کافروں کی آنکھیں ان کا خوف اور در رہا ہے۔ یہ کافروں سے یوں بھاگتے ہیں۔

جیسے شر سے گدھے۔ اور مدد اُن کے میدان میں ان کے دوسرے کبیتے  
دو کافر کافی ہیں۔

اسلام کس قدر ستم طرفی اور اسلامی دسمی ہے۔ کہ یقین آن مجید ن  
کو دیا جاتا ہے جن کی نے پناہ شجاعت و بیلت سے آج بھی اس عرصتی  
گذری حالت میں دنیا کی طاقت و رقوم لرزہ بر انداہم رستی ہیں۔ اور  
جنہوں نے قلب پورپ میں بلیجھ کر حجھ سوتاں نک اسلام کی عظمت  
افتدار کا سکھ قائم رکھا۔ اور ہم جتنک علم اسلام کو سرنگوں نہ ہونے دیا  
مخالفین میں مخصوص ہو کر اور بے سروسامان ہوتے ہوئے محریض قومیں  
کے چھکے چھڑانا۔ ان کی ہیبت و جروت کے پر چھپ کھینڑا۔ ان کے  
ارادوں اور منصوبوں پر یا میں بھیر دینا اور لوگوں کا فرش میں اپنی  
طاقت کا لوہا سنوا دینا اگر خدا کی تائشید و نصرت کا وجہ آور منظاہرہ  
اور اسلامی عظمت و وقار کا زندہ مخزہ نہیں تو اور کیا ہے۔ مگر سچ ہے۔

۵۸ آنکھہ والا نتری قدرت کا تماشا دیکھے  
دیدہ کو کیتا آئے نظر اور کیا دیکھے  
امحی کل کا ذکر ہے کہ مجاہدین درود کے چند بے سروسامان مگر سر  
فروش نقوس نے فراہمی تفوجوں کا ایسا ناطقہ سند کیا تھا۔ کہ  
ارباب حکومت ان کے مطالبہات لٹک کر لینے پر در پردہ آمادہ ہوئے  
تھے۔ اور اگر مرا صاحب کے مددوں نے افوجیں بیچ میں نہ پڑ جائیں  
تو اس باب ظاہر یہ نظر رکھنے والے استعداد ریست کچھ اور تھی  
دیکھتے۔ مگر بھر بھی دنیا کی دو زبردست ترین طاقتیوں کا عرصہ بلکہ  
متقابل کرتے رہنا اگر خدا کی تائشید و نصرت نہ تھی تو اور کیا تھا۔  
بھیانی مجاہد کافروں سے ایسے ڈرتے ہیں جسے شیرے گدھے۔  
کھڑاں ہیں آفتاب پر خال ڈالنے والے۔ سفید کوسیاں کھجھنے  
والے حق کو باطن جاننے والے اور سترے سلطنتی جو  
مقدمات سے ضمیر نہ اچھا خذ کرنے کی تعلیم دیا کرتے ہیں۔

وہ آئیں اور بمحضیں کہ مرتضیٰ صاحب مرحوم نے آفتاب پر خاک ڈال کر دنیا کو اس کی ضمیما ریزیوں سے محروم کر دیا۔ سفید گوشیاہ بنادالا۔ سچائی اور الصاف نخا باطل پرستی کی تاریخی سے منہ کالا سکر دیا۔ اور منطق کی دھجیاں بھیسر کر رکھ دیں۔

## قادیانی میش

ان تحریروں کو مطالعہ کرنے کے بعد کوئی مسلمان ہے۔ ہے اب بھی ان باتوں میں شک کرنے کی گنجائش ہو کہ مرتضیٰ گوشیاہ بنادالا۔ قائم ہوا خفا۔ کہ عالم اسلام میں تفریق ڈال دی جائے۔ اور مسلمانوں کے جو شیش عمل کو ٹھنڈا کر کے اغیار تک حرص و آذ کا تختہ مشق بنادیا جائے۔ غلامی کے جرایم ان کے سرک و پے میں بھرپئے جائیں۔ تاکہ غلامی و مکرمی آن کے اخلاق پیگاڑ دے۔ غیرت و حمیت مت جائے۔ شجاعت و بسالت جاتی رہے۔ وطن پر فدا ہونے کا جو شش تخل جائے۔ جہاد فی سبیل اللہ پر ان کے قدم نہ اٹھیں جس کا لازمی تیجہ فقر۔ خوشامد۔ چاپوسی۔ ڈلت۔ مسکنت اور اپانت ہے۔ غرض مسلمان سر طرح تحریر ہو کر مرتضیٰ کے قدموں پر آگرس۔ اسلام کی روح کو بچھ دیا جائے۔ حریت و سادا کے خدباتت یا مال کر دئے جائیں۔ مسلمان غفلت کی نیند سو جائیں اسلامی مالک ایک ایک کرنے کے مسلمانوں کے قبضہ تک نکلن جائیں۔ تمام ممالک اسلام آزادی سے محروم ہو جائیں۔ مسلمان اسلام کی محبت و عظمت مسلمانوں کے دلوں سے بیکھال دی جائے۔ تحریک اتحاد اسلام فنا ہو جائے۔ اور مسلمانوں کا سیاسی اقتدار سر طرح خاک میں مل جائے۔

صون و عشق

یا ایک ملک سرکب فرزند میں پیش ہے  
یا ایک ملک سرکب فرزند میں پیش ہے

عمر انصاری کی اقتدار سرتی اور مسلم آزادی بے نقاب  
کیا ہم اے مژانی چھائی از روئے انصاف اپنے ابیان کی وجہ پر یہاں تھے  
وکھر سب تلا سکتے ہیں۔ کہ آپ کے خود ساختہ اور مزعومہ نی تے دینی یا  
سیاسی زمگ میں تو نسی اسلام کی خدمت کی ہے۔ ان مکے سطح عالم ر  
آنے سے مسلمانوں کو کوشا فائدہ پہنچا۔ اور ان کی زبان و راز حالت  
میں کون سافق شواہ

نبوت کا ذہب کا دھول پستے والو اور بھولے بھائے مسلمانوں کی انہوں  
میں قادیانی کے چوڑا ہے کی خان جھونکنے والو بنتلاؤ کتمہا سے خانہ  
ساز بندی نے مسلمانوں کا سیاسی اقتدار بخال کرنے کیلئے کوئی کوشش  
اور ان کو غلامی کے عینی غاریتے نکلتے کی کوئی سبیں نکالی۔ کیا انہوں  
نے ساری عمر سیاست سے کنارہ کش رہ کر اور اپنے اندھے مقامیں کو  
چینیتی مجتنب رہتے ہی تعلیم دیکھیں بات کا عملی ثبوت پست نہیں کر دیا۔  
کہ وحقیقت انہوں نے اپنا خظرناک پولیسیکل محکمہ قائمی اس لئے کیا  
نکھا۔ کہ مسلمان مرٹج کر دو اور بیواد بوجا میں۔ اگر آپ لوگوں کو ان کی  
اسلامی خدمات بنتلاتے ہوئے غیر شرم تھوس ہوتی ہے۔ تو ہم سے  
سنئے۔ ہم آپ کو ان کی خدمات گنوائے کوئی تھے ہیں۔ اور آپ کو خدا  
اور رسول کا واسطہ دیکھ انصاف کی دعوت تھی تھیں۔ مژان انصار  
نے دینی زمگ میں جو اسلامی خدمات سر اخمام دیں وہ یہ تھیں۔

را، آپ نے اسلام کا الجیس بھر کر شریعت حق کے قطعی احکام پر  
یاں پھیر کر اسلام کے وہ صاف اور صریح احکام جن پر ترہ سوال سے  
تم دنیا کے مسلمانوں کا اجتماعی عقیدہ رہا۔ ان کو نہایت بیدر ذی اور  
خفاہت سے محکرا دیا۔

رہی نبوت کا دعویٰ کر کے اور قرآن کریم کی ان ستو آیوں کے  
خلات تعلیم و کبھی جن میں جنم نبوت کو مختلف پیرا یوں ہیں امت محمدی

ذہن نشین کرایا تھا۔ فتاویٰ سے خداوندی کو حسب خواہش مدل دیا اید  
اسلام پر وہ ظلم عظیم کیا۔ جو کسی بڑے سے بڑے اسلام کے دشمن  
کے نہیں تھا۔

رہم، قرآن کریم کی صاف اور صریح تعلیم ہے۔ کہ امت محمدیہ کے  
لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اکاں لانا اور آپ کا اتباع کرنا  
اُن کی نجات و فلاح تو ایک طرف اور آنہا ان کو کافر نہ کرنے ہے۔  
تنا و قتنیکہ کوئی مسلمان مرزا صاحب کو بھی نہ مانے اور یہ مکر شریعت  
محمدی کا مل نہیں۔

رہم، تمام کلمہ گو مسلمانوں کو کافر بنا ڈالا۔ اسلام کو صرف گورہ ہسپوکے  
اکب کو رده میں مخصوص کر دیا۔ اور سندھ و سistan کے مسلمانوں میں تفرق  
انتشار کی ایسی ہمگی مشتعل کی جبکہ شعائر مسلم قومیت کو جسم کرنی  
کا سامان کر رہے ہیں۔

بھی دنیا میں اس لئے آئے تھے۔ کہ دنیا کے کافروں کو مسلمان  
بنائیں۔ مگر جب تمام شہ اور اندر چھر ہے کہ پنجابی بھی اس لئے منظر  
عام پر آئے۔ کہ مسلمانوں کو کافر بنا جائیں۔

## مرزا صاحب کی سماں خدا

راہ، اسلام آزادی کی تعلیم دکیر تبلیغ رکھنا چاہتا ہے۔ مگر مرزا صاحب  
غلامی کی تعلیم دے گو مسلمانوں کو سر تنگوں کر گئے  
رہم، قرآن اکرم نے دین و دنما کی عزت یہ کہکش و اللہ الْعَزَّة و  
لو سُولُه وَلِمَنْ وَمَنْ مسلمانوں کو دی ہے۔ مگر وہ ان کو دلیل درسوا  
کر گئے۔

رہم، اللہ پاک مسلمانوں کو خفت فوت پر بھانا چاہتے ہیں۔ مگر وہ  
کی طبقاً گھست طرخاً مذلت پر گرا گئے۔  
راہ، خدا نے کرم خلافت ارضی کی بھیاں مسلمانوں کو سپر کرنا چاہتے

ہیں۔ مگر وہ ان سے کنجیاں جھین کر دشمنانِ اسلام کے حواریے ہر را چاہتے تھے۔ اور مسلمان طین اسلام کے خلاف نفرت و حقارت دلا گئے۔ تھے۔ کہ رہا، حضرت رب الرحمٰت اپنے کلامِ مبارک میں اسلام اور مسلمانوں کے دنیا کیلئے باعثِ امن فرار دیتے ہیں۔ مگر وہ یہ کہنا کہ مسلمان خونی مہم کے منتظر ہیں۔ ان کو مفند۔ خدا اور حکومت یا کے دین نہابت کر گئے۔

مرزا صاحب نے حکومت کی نظروں میں مسلمانوں کو محظوب اور گرد زدنی پڑھایا اور حکومت کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا۔ اگر سر سید کی کوششیں اور قومی خدمات بر روئے کار رہتے آتیں تو نہ مولوی مسلمانوں کا کیا حشرت ہوتا۔ اور خدر کی تمام نیزدہ واری مسلمانوں ہی پر ہتھی۔ اور وہ آئندادا کی جکی میں پس جاتے۔ افسوس کہ جس قوم کا وجود دنیا کیلئے باعثِ امن ہے۔ اور جس سے کسی ضعیف لے ضعیف قوم کو کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔ ان کو مرزا صاحب کا نشادا اور پتھر پھیرنا ان پر ظلم عظیم اور نا انصافی ہے۔

یہ میں مرزا صاحب کی سیاسی خدمات مختصر کہا جا سکتے ہے کہ وہ اسلام کا نوے فیضی حصہ دھا گئے۔ مرزا نی صاحبہن انکو بھی بنائے بخشے ہیں۔ مگر وہ ازر و نی انصاف رسید کے مقابلہ میں بھی نہیں لائے جاتے۔ اگر کسی کو شوق ہو تو بالکل اس موضوع پر فلم اٹھائے۔

## مسلمانوں کی درخواست

برادران اسلام سے مری ناجیز درخواست ہے۔ کہ کمی ہیں ایوں سے گفتگو کا موقعہ اٹے۔ تو دنیا یہلو میں ہرگز ہرگز گفتگو نہ کرسیں یہ تو کہ عالماء و کرام اس موضوع پر خوب خوب ان کی ترمذ کر جائیں ہیں۔ بلکہ ان سے سیاسی گفتگو تر نے سیاسی خدمات کا مقابلہ کیا کریں۔ وہ اس میدان میں ایک عنت بھی نہیں بھڑک سکتے۔

چونکہ آجھل مژاٹی صاحبان سیاسیات میں حصہ لے کر مسلمانوں کا بڑیہ غرق کر دینا چاہتے ہیں۔ اور خوشاندی مسلمانوں کے ساتھ اشتراک عمل کرنے کے غلط مشورہ فی رہے ہیں۔ لہذا مسلمانوں کو ہرگز ان کی کوئی بات نہیں سننی چاہتے۔ جنپیک کہ ان سے اس بات کا فیصلہ کرایا جائے۔ کوئہ مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو پھر ان کو مسلمانوں سے کیا سروکار۔

## مژاٹیوں کو ایک روزہ زیج

اگر کوئی مژاٹی صاحب پیشابت کر دی۔ کہ مژاٹی صاحب نے سیاسیات میں حصہ لیکر مسلمانوں کے سیاسی اقتدار کے لئے کوئی کوشش کی۔ کوئی منفی قومی خدمت سر انجام دی۔ اور یہ کہ اپنے متبوعین کو سیاسیات میں حصہ لینے کی توجیہ دی۔ تو میں اپنے ان خیالات سے تائب ہو کر مژاٹیت کی تبلیغ کر لئے لپٹے گپتو وقف کر دوں گا۔

وَ أَخْرُدُ دُعَا نَاهَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَ  
الْمَعَاقِبَةُ لِلْمُتَقِينَ وَصَلَى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ  
حَمْدُ وَ الْلِّهُ وَاصْحَابُهُ اجْمَعِينَ وَ

تَبَرِّي لَهُنَّ عَفْوَ عَنْهُ حَكَّاَتْ جَنَانَ بِرَجَبَ

## ضرری لذارش

رساکر الاسلام کا ہر شریار ایک ماہ کے اندر کم از کم دو شریار نبا کر خدمتِ اسلام میں ہماری مددگری پر ہمیں بھر

# نکرہ کرنا نکرہ بُرا ہے

(ان عبد الحجید نائب مدرس اسلامیہ سکول جمیرہ)

او فرعون کے بیٹے ہماں کے بھائی دھاٹیگا نیچا تجھے یہ طریقائی تو ہے کون کیا تیرے دل میں سمائی تو کس بات پڑا یا اندھا ہوا ہے نکرہ نہ کرنا نکرہ بُرا ہے اسی سے تو شیطان راندا گیا ہے  
ملکت کا یاں موخرن ہے سمند کئی مثل دار ایشان سکندر می ہے غرق لاکھوں پیش اس کے اندر نکرہ نہ کرنا نکرہ بُرا ہے اسی سے تو شیطان راندا گیا ہے  
تے سرتیہ عزیز حب ہو گا وارد چلا ڈیگا تجھے پر فتنہ کی وہ کاروں نوجانیکا تب تیرا انجام کیا ہے نکرہ نہ کرنا نکرہ بُرا ہے اسی سے تو اننان راندا گیا ہے  
لہ کراس قدر تو غزوہ تخت نہ را تو میرے تجھے میں نہیں ہے نکرہ تیرا لوث جائیگا اک دن نکرہ نکرہ نہ کرنا نکرہ بُرا ہے اسی سے تو اننان راندا گیا ہے

اسی سے تو شیطان راندا گیا ہے  
رسیگا نہ پیش کوت دنام تیرا | بگڑ جائیگا ایک دن کام تیرا  
بہت ہی جرا سوگا اخام تیرا | ہے پیش کوت نہ منہ کی ہوئے  
یکبر نہ کرنا مکبر چڑا ہے

اسی سے تو شیطان راندا گیا ہے

ہے اسما حدا کی عدمی کا دھوئی | عمل میں تو شیطان کا خادم ہے پورا  
نزاریا درکھ دک اسفل ہے موئی | رہائش منافق کی خشت الشری ہے  
مکبر نہ کرنا مکبر چڑا ہے

اسی سے تو شیطان راندا گیا ہے

منافق بسریت مسلمان بھ صورت | زیاب پر محیت دلوں میں کدوت  
نہیں ایسے اسلام کی کچھ ضرورت | یہ بس ہے مکر ہے اور دغا ہے  
یکبر نہ کرنا مکبر چڑا ہے

اسی سے تو شیطان راندا گیا ہے

تحفے شگر و جس گھر کے اجدا قریب | وہ ہیں ایک نسبتے استادتیے  
وہی آج ہیں وقفہ بدیاون برے | انہیں پر تیر انظم و جور و جفا ہے  
یکبر نہ کرنا مکبر چڑا ہے

اسی سے تو شیطان راندا گیا ہے

مخاوم ہم کی تو نے نظم چھوڑی | خدا یاد لوگوں کی تکریم چھوڑی  
تصدقی کی توبیع تعمیم چھوڑی | سمجھو تیرے ادب ابی یہ بتا ہے  
مکبر نہ کرنا مکبر چڑا ہے

اسی سے تو شیطان راندا گیا ہے

گھر جنم و غفت جھبی آئی دولت | بنے دام و دوکم ہر قی آدمیت  
لئے چار پسے بڑھی اتنی بخوت | کہہ ایک چونٹی لنظر آرہا ہے  
مکبر نہ کرنا مکبر چڑا ہے

اسی سے تو شیطان راندا گیا ہے

غناہے مکفر سے اللہ پناہ دے | ہمچوں اس سے ملبوون مرد و دکتھے  
بیہ انسان کو کفر و ضلالت میں ڈالے | غناہی نہیں ہے یہ بخ و غنا ہے  
یکبر نہ کرنا "یکبر جبراۓ"

اسی سے تو شیطان راندا گیا ہے  
ہے تمہاروں کی انوکھی شریعت | وہی کرتا ہے آئی طبیعت  
ضروری ہے ملت میں ان کی قطبیعت | رواں تے نزدیک ہر ناروا ہے  
"یکبر نہ کرنا "یکبر جبراۓ"

اسی سے تو شیطان راندا گیا ہے  
امیروں سے ہے رابطہ او محبت | غربوں سے ہے حضن اللہ عداوت  
خدا زر-نبی سیم-ذمیب ہے دولت | ہوا ان کی ان کیلئے مقتدا ہے  
"یکبر نہ کرنا "یکبر جبراۓ"

اسی سے تو شیطان راندا گیا ہے  
و خانی عاتی ہوما بخ عتمان | غنی ہے تو ہے رشتہ دار نہش شامل  
شریف الثب ہے تعلق کے قابل | وہی خوش اور اقرب الاقربا ہے  
"یکبر نہ کرنا "یکبر جبراۓ"

اسی سے تو شیطان راندا گیا ہے  
جوہں اپنے مولا کے مقابلے سنند | نہیں کرتے نوت غریب اقربا سے  
وہ پانچیکے محشر میمت کے تنخے | خوش ان سے خدا و رسول خدا ہے  
"یکبر نہ کرنا "یکبر جبراۓ"

اسی سے تو شیطان راندا گیا ہے  
محمد اخیں اس خدا کا گدا ہے | کم جو ساری مخلوق کو پالتا ہے  
خدا جس کا ترزیق مشکلشا ہے | اسے بذریجوں کی پرواہی کیا ہے  
"یکبر خ نہ کرنا "یکبر جبراۓ

اسی سے تو شیطان راندا گیا ہے -

# تائید الاسلام

رسالہ تائید الاسلام نے مراٹوں کے چکے چھڑا  
دئے۔ ہوش اڑا وعے قلم توڑ دئے دل پخور دئے۔ اسلام کی تائید  
میں یہ رسالہ ماہوار آسمان صداقت پر جلبی کی طرح تابانی اور ختوافہ  
کر رہا ہے۔ جو کہ صرف ایک ہی آن میں مراٹوں کے خرمن کا  
کو جلا کر راکھ کاڈھیر بنا دیتا ہے۔ اگر آپ تائید الاسلام  
کو منگا کر ٹھیں گے تو مراٹی اسپے اس طرح بھاگ  
جا بیس گے جس طرح نشیر سے گیبدہ۔ ضرورت ہو تو چندہ ایک  
روپہ پیش کیجیوں۔ مونہ دو آن کے لکٹ آنے پر  
روانہ کیا جاتا ہے۔

صلن کا پید فاضی سراج احمد ناظم تاء الاسلام

اجھڑہ متصل لا ہو

کر دی شیش میکھے ہے۔ زین علی پرستیں  
زین علی پرستیں زین علی پرستیں زین علی پرستیں  
زین علی پرستیں زین علی پرستیں زین علی پرستیں

# مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى اللَّهِ

حزب الانصار ای مخلص کارکنوں کی جماعت ہے جوں کا مقصد وحید خدمت اسلام و مسلمین ہے۔ مسلمان کیسے اسکی دخل کھلا پے جو روکھ جس کے سینہ میں دل اور عمل موجو ہو۔ حزب اسلام کی زبان حالی سے متاثر ہو کر عملی کام کرنے پر آمادہ ہو۔ اس کا فرض ہے کہ حزب الانصار میں شامل ہو کر ایک نظام کے تحت سرگرم عمل ہو جائے۔

## اغراض و مقاصد

(و) اندر وی و بیرونی محلوں سے اسلام کا سخنخانہ تبلیغ و اشاعت اسلام -  
۲، اصلاح رسم (۳)، حباد و اشاعت علوم ویشنیتہ۔

## ظرفیت کا در

(۱)، اسلامی علوم کی تعلیم و تدریس کیسے ائمہ دار علوم کا اجرا جس میں علماء و مبنیات کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرے مکمل علم۔ مبلغ اور مصنفوں کو رسالیں۔ اور عوام کی ہدایت و تقویت دین کا باعث بنیں۔ رہنمائی کتب خانہ قائم کر جس میں جمکن علوم و فنون و دیگر نیازیں باطلہ کی کتب جمع کی جائیں جن کے مطابق سے درسن دیلخیں اور طلباء کی نظر غایبہ اور خیالات عالی ہوں۔ اور عام شایقین اس کے مطابق تے منتفیض ہو سکیں۔

(۲) مبلغین و کارکنان کی ای جماعت کا قیام جو مذکور و عظوظ و تقریر عامہ مسلمین خصوصاً دیہاپیتوں کو تبلیغ احکام ای کریں جس سے ان کے اخلاق و معاشرت کتب معاشر۔ رسوم معاشر شرکیت مطابق ہوں جیسے حرام، اغراض مذکورہ بالائی اشاعت کیے، ماہواری رسالہ کا اجراء۔

## ضرورت می

ضرورت ہے سرفوش بجاہیں کی جو مذکورہ بالائی عمل کی تھیں کیسے کارکنان حزب الانصار کا نکھل بائیں۔ یہ کام افراد کا نہیں۔ بلکہ جماعت دینی سر انجام پختا ہے جامع مسجد بھر میں دارالعلوم میزبان قائم ہو رکھا ہے جسیں علم و تدریس کی مکمل تعلیم و تدریس طلباء کیسے رہائیں خواہ کا انتظام موجود ہے۔ یونیورسٹی سریانی کتب خانہ کے قیام کیئے شکلات دین ہیں۔ درمند خضرات کتب خرید کر وقت فرماو۔ اس طرح سے آسانی کیا ساخت کتب خانہ فاطمہ بوسکیتا۔ تین۔ وارت اور غسل بخوبی کی تعمیر ترتیب خواہ کر رہائش کیسے خاص انتظام کیا گیا جس مبلغین و دیہات میں وادہ کرنی زندگی کی روح پھونک ہے، پس اس ارشاد اسلام حربہ الانصار کی طرف سے جاری ہے۔ ان تمام احصار فیروز ۲۰۰، اور پیٹی ماہوار سے زیادہ حصہ ہو رہا ہے حزب الانصار نے مغلس ویس مگر دلیلت بیان کا ان اپنی حقیقتے زیادہ سفارف کے متحمل ہیں جلد اپنے اسلام کا اوضاع ہے کہ اس کا رخیرین حصہ لیں۔

اگر مذکور گرا پیدا شد یہ کہنا ہوا ٹو امیر ساختہ آگر مردہ نہیں کا جو شہ ہے

# بیان کاری، و عدالتی رعما دعوت عمل

جز انصار کے مقاصد اغراض و طریقہ مکمل سرورق رسالہ کے نیسے صورت درج ہے مسلسل  
کا فرض ہے۔ تم وہ سوچے کہ پاکام اسلام اور مسلمانوں کے قابوں کے ہیں یا نہیں۔ اگر یہیں تو یہاں اس  
کا فرض نہیں کہ اس خدمت میں حبِ توفیق حصہ لے۔ ذمہ طلاقیوں آپ اس اسلامی جو دل کی آبیاری کی وجہ  
کے۔ اپنی ماہرائی اور میں پھر حصہ مقرر کر دیں جو مادہ بجاہ خوبی پہنچا ہے۔ نیز اس کے مذکون بن کر اور

دوسریں کو رکن بننے کی ترغیب دیکر اس کا حلقوں دکار و سینج کیجئے۔

۳۔ اپنی زکوٰۃ۔ صدود دخیرات اور سب نہیں تو اس کا واجہ حصہ دار اعلام عزیزیہ کے غربی نادیاً دلدار  
اور بیشم لافارث بخوبی کیلئے عطا فرمائیں جن کی تعلیم تربیت خواہ کر دیں۔ کاظم حربِ جناب نصانے نے رکھا ہے۔

۴۔ سماہواری رسالہ شمس اسلام کے خدا برین کو حربِ جناب کو اس کے مالی مصارف سے سکن و شی  
میں امداد فرمیجئے۔ نیز رسالہ کی اشتہارت و سینج کرنے کے لئے سبی فرمائیجے کم از کم کوئی کاموں ایسا  
نہ ہے۔ تب میں رسالہ نے جاتا ہو لفظیں جانے دیکر رسالہ کا ہر ماہی جگہ جانا ایسیں مکمل عالم۔ مبنی اور  
منظار کے جانے کے برابر ہے۔

۵۔ بیت ای میاکین عزیز امامہ سلم بچے چہاں میں ان تکلیم و تربیت کے لئے دارالحکوم  
عزیزیہ بھیوں میں بھجوں۔ تناک بڑی صحبت کے اثر سے جبکہ اسلام کے خادم من سکیں۔

۶۔ لئے بخوبی کو دینی تعلیم کیجئے کم از کم چار سال کی بیٹے دارالحکوم عزیزیہ میں بھجوں چار سال میں  
محبوی فلبیت کے طالب علم کو کافی استعداد حاصل سکتی ہے۔ امامان مساجد کو تجویز کریں۔ کوہ  
خود تعلیم حاصل کریں۔ اور لپٹے بخوبی کو چار سال انصاب کی تخلیل کیجئے۔ بھیوں میں بھجوں۔

۷۔ اہل فلم حضرات رسالہ کی علمی امانت سے دینیہ نہ فراہمیں۔ اور بخیر حضرات کا فرض  
ہے کہ کتابیں لپٹے پاس کے پایہ دکھنے کا خدا جناب اللہ خاص کے لئے وقف فلوں تناک کی صدقة جاری کا کام  
کیے جائیں۔ وہ بذریعہ استفسار مختلوف نہیں۔

۸۔ اپنے علاقہ میں غیر مذاہب کی تبلیغی جدوجہد و تبلیغ کا لفٹ میں مطلع فرطتے رہا کریں اور  
اگر ضرورت سو تو حربِ جناب کے مبلغین طلب فراہم تبلیغی جدوجہد کے انعقاد کا انتظام فرماؤ۔

۹۔ اگر آپ تبلیغ کر سکتے ہیں تو شعبہ تبلیغ حربِ جناب کے اپنام درج کرائیں۔

الحمد لله رب العالمين

## نااظم حربِ جناب کے انصار بھیوں پہنچا بے

باقم احمد اندیشہ طریقہ شہزادہ پریس گردہ طبع ہو کر دفتر رسالہ شمس اللہ مکتبہ شاہی جا